سیرۃ النبی صلعم

جلد ثالث پر

تنقیدی نظر

از

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی ایم ایس

متعینہ بجنور (یو پی)

حسب ارشاد مصنف [illegible]

در مطبع حکیم برہم واقع گورکھپور طبع شد

میں اپنی اس ناچیز کتاب کو اپنی مرحومہ مغفورہ بیوی حمیدہ خاتون صاحبہ
ساکن ڈبرو گڑھ ملک آسام کے نام پر معنون کرتا ہوں - افسوس جسکی محبت بھری صورت
آج خواب وخیال ہوگئی جس طرح آفتاب کے غروب ہوجانے کے بعد اُسکی تصویر آنکھوں کے
سامنے پھرتی ہے - یا رات کے تیسرے پہر کا سماں دن کو کسی کسی وقت سامنے آجاتا ہے - بس
اُسی طرح اُس کا خیال اکثر اس بیتاب بے قرار دل میں آجاتا ہے -

اس کتاب کا زیادہ حصہ مرحومہ اور مغفورہ کی ایام علالت میں لکھا گیا ہے تاکہ
تیمارداری کا شغل رہے اور وہ سو نہ جائے - مرحومہ کو دق ہوگئی - اور لکھنؤ "رحمت منزل"
میں شب جمعہ کو پونے آٹھ بجے ۱۲ مئی سنہ ۱۹۲۷ء کو وہ ہم سے جدا ہوگئی - اور اب سوائے
قرولے قیامت کے دوسرا موقع ملنے کا نہیں ہے - یوم جمعہ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۷ء کو عیش باغ
لکھنؤ میں دفن ہوئیں -

بعض لوگ اپنی بیویوں کو مارا کرتے ہیں حضرت ختم المرسلین صلعم فرمایا کرتے تھے
مجھکو تعجب آتا ہے اُن لوگوں پر جو اپنی بیویوں کو مارتے ہیں اور گلے بھی لگاتے ہیں - یہ
دو متضاد باتیں کیونکر ہوتی ہیں - یہ متضاد حالت ۱۳ مئی سنہ ۱۹۲۷ء کو بارہ بجے میرے
اوپر بھی گزر گئی - میرا ارادہ مٹی ڈالنے کا نہ تھا - میں غور کر رہا تھا کہ جس کو آدمی پیار کرے
اُسپر مٹی کیونکر ڈالے - مگر ایک دوست نے کان میں کہا یہ ضروری ہے - اگرچہ اُسوقت
یہ غور کرنے کا وقت نہ تھا - کہ آیا شرعی ضرورت ہے کہ نہیں - مگر جس طرح شبلی نے
منصور کو پھول مارا میں نے بھی مٹی ڈالدی - اللہ تعالےٰ مرحومہ کے ساتھ وہ سلوک
کرے جو اللہ تعالےٰ کی شان کے شایان ہو - یعنی بخش دے -

محمد عمر بی - ایم - ایس　　　بجنور - یوپی

غلطنامہ رسالہ ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۵	اورہمارے پیغمبر	اور پیغمبر	۲۶	۱۱	گرھی	گھڑی
۱۹	۷	اوراگر	اوراکثر	۴۱	۱۷	توارد اوراف	توارد دایراف
۲۰	۸	عورتوں میں	عورتوں کے	۴۳	۳	اورادہ	اورارادہ
۲۱	۴	آیت کا مسیح	آیت کا منسوخ مسیح	۴۶	۱۳	مجاورات	محاورات
۲۲	۱۴	مختوم	مختون	۴۹	۳	نصرت	نصرت
۲۴	۵	تیلیم دی	تعلیم دی	۵۶	۱۹	پیشین کو	پیشین گو
۲۵	۷	علیہ السلام ذکر	علیہ السلام کا ذکر	۵۷	۴	سو بعد	سو سال کے بعد
۲۸	۱۴	کے	کی	۵۸	۱۸	اسو علینی	اسود عنسی
۲۶	۳	آئین	آئین	۶۲	۱۱	منقضی	مفضی
۶	۵	گرھی	گھڑی	۶۴	۴	منیع	تتبع

دیباچہ

از

جناب مولوی قاضی ظہور الدین احمد صاحب اکمل آف گولیکی مشہور مصنف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"سیرۃ النبی" کی تکمیل جناب مولوی شبلی مرحوم کے ارشد تلامذہ فرما رہے ہیں۔ تیسری جلد پر ہمارے ادیب اریب فاضل نبیب ڈاکٹر محمد عمر نے ایک ناقدانہ نظر کی ہے جس کا نتیجہ یہ رسالہ ایک عجالۂ نافعہ ہے۔

جبکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر ایک احمدی دین اسلام کے لئے غیور ہے تو ڈاکٹر صاحب جو خدا کے فضل و کرم سے اس بارے میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است — اگر خاموش بنشینم گناہ است

آپ نے اپنے پاکیزہ خیالات کو حوالۂ قلم صداقت رقم کیا۔ اس رسالہ میں آپ نے اپنی مخصوص طرز تحریر میں میٹھی میٹھی چٹکیاں لی ہیں اور دار المصنفین کے مایۂ ناز مصنف کو

اور کچھ ہے مزہ سکھا پڑھا دیا ہے جو غالباً دہ برسوں زانوے تلمذ تہ کر کے نہ حاصل کر سکتے
تھے۔ آخر ہمارا ڈاکٹر مسیح محمدی کا شاگرد رشید تھا، ہزاروں خدام مہدی
موجود ہیں جو آنے والی نسلوں کے استاد بننے والے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔

ڈاکٹر صاحب بعض اوقات ع فاش می گویم و از گفتۂ خود دلشادم" کے اصل پر
عامل ہونے کے عادی ہیں اس لئے کسی کسی جگہ صداقت کے ساتھ مرارت بھی آگئی
ہے کہ الحق مُرٌ۔ مگر یہ میں نے احمدی تہذیب کے خیال سے کہا۔ ورنہ کوئی قابل گرفت
بات نہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اکثر جگہ مؤلف "سیرۃ النبی" اور اس کے ہمنواؤں کو اشتباہ کیا ہے کہ
جب تمہارے سامنے سیدنا مسیح موعود کی شخصیت نہیں ہوتی تو کس طرح ان جانے طور پر
احمدیت اور اس کے مخصوص مسائل کی تائید کر جاتے ہو چنانچہ اسکی مثال میں کئی ایک
مسائل الدلائل پیش کئے ہیں۔ پھر اسی سلسلے میں "معراج" "اسمہ احمد" اور "النبوۃ فی
خیر الامۃ" پر خوب خوب روشنی ڈالی ہے۔ یہ تینوں مسئلے مہتم بالشان ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے
اختصار کے ساتھ ایسی ایسی کام کی باتیں لکھی ہیں کہ زبان سخن شناس سے احسنت و
مرحبا کی صدا پیہم نکلتی ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

میں امید کرتا ہوں کہ اس رسالے کو شوق کے ہاتھوں سے لیا جائے گا اور علمی ذوق
کی آنکھوں سے دیکھا جائے گا۔

نیازمند
اکمل۔ قادیان
۱۹ / نومبر ۱۹۲۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشہور "سیرۃ النبیؐ" کی تیسری جلد بڑی شان سے شائع ہوئی ہے۔
اگرچہ بڑی کوشش کی گئی ہے کہ مولانا شبلی کے نقش قدم پر ہو مگر پھر بھی عرض کرنے
کو جی چاہتا ہے کہ ؎

اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی — مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

شروع کی گئی ہے اس آیۂ کریمہ سے "ولقد جاءتہم رسلنا بالبینات" اور اس کے نیچے
ترجمہ کیا گیا ہے:- "اور ہمارے پیغمبر لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آ چکے"۔
تعجب ہے کہ یہ آیت کیوں چنی گئی؟ کیونکہ اس کے سیاق و سباق کو اگر دیکھا جائے
تو جن کو خدائے تعالی نے سمجھ دی ہے وہ ہنس پڑیں گے کیونکہ اس صفحہ بھر میں بنی اسرائیل
کا ذکر ہے جن کی مماثلت مسلمانوں نے خوب خوب پیدا کرلی ہے۔ اور ہمارے پیغمبر
لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا (تو کیا ہوا؟) "ثم ان کثیرا منہم بعد ذلک
فی الارض لمسرفون" یعنی "پھر اس کے بعد بھی ان میں سے بہتیرے لوگ ملک
میں زیادتیاں کرتے پھرتے ہیں"۔

[illegible] تو یہ ہے کہ یہ نقشہ انھیں حضرات کا قرآن کریم میں بیان کردیا گیا ہے۔

آگے چل کر مولانا فرماتے ہین :- "جب روے زمین پر گناہون کی تاریکی اور بدتون کی ظلمت محیط ہو جاتی ہے تو صبح کا تڑکا ہوتا ہے اور آفتاب ہدایت نمودار ہوتا ہے، باغ عالم مین جب برائیون کی خزان چھا جاتی ہے تو موسم بدلتا ہے اور بہار نبوت رونق افزا ہوتی ہے"

مولانا نے ایک کلیہ قائم کیا ہے - اگر یہ کلیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تک صحیح تھا اور اب غلط ہو گیا تو کلیہ نہین ہے - اور اگر صحیح ہے تو اب دو صورتون مین سے ایک صورت ضرور ہے - یا تو اب روے زمین پر گناہون کی تاریکی نہین اور بدتون کی ظلمت محیط نہین - تو پھر صبح کے تڑکے کی ضرورت نہین - اور اگر گناہون کی تاریکی موجود ہے اور ضرور موجود ہے اور بدتون کی ظلمت محیط ہے تو آج بھی آفتاب ہدایت نمودار ہونے کی ضرورت ہے - اور بہار نبوت کو پھر رونق افزا ہونا چاہئے - اس مین آپ کو کون سی رائے پسند ہے ؟ -

اس کے بعد آپ نے جس قدر عبارت آرائی کی ہے وہ زیادہ تر اظہار لیاقت ہے - اور اس قسم کی عبارت کو مجھ کو نظر انداز کرنا پڑے گا کیونکہ مجھ کو سید سلیمان صاحب ندوی کی وہ موٹی موٹی باتین دکھانا ہین جو اُن جیسے مدعی لیاقت سے بعید ہین -

آپ صفحہ ۳ پر فرماتے ہین :- "حضرت ہارون و یوشع علیہما السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر اُن کو پیغمبر نہین تسلیم کیا تھا" اسمین حضرت ہارون علیہ السلام کو جناب مولانا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مُرید دکھلایا ہے - ذرا غور کیجئے کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے ؟

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھٰرُوْنَ اَخِیْ (طٰہٰ)

پھر آگے چل کر سورۃ القصص میں اس کی ذرا توضیح کر دی گئی ہے:۔

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ۔ ترجمہ ۔ "اور میرے بھائی ہارون انکی زبان مجھ سے زیادہ صاف تو اُن کو میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ میری تصدیق کریں کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ لوگ سب مجھے جھٹلائیں گے۔"

اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ ہم تمھارے بھائی کو تمھارا مددگار بنائیں گے۔ جناب مولانا! میرا آقا اور میرا مولا بغیر کسی یار و مددگار کے آتا ہے پس ہارون کی حیثیت مرید سے زیادہ تھی بلکہ وہ Joint Prophet تھے۔ یعنی مددگار تھے۔

صفحہ ۸ پر آپ نے دلائل معجزات پر قلم فرسائی کی ہے اور نہایت دلیری سے یہ فرما گئے ہیں کہ اہل یونان کسی شریعت الٰہی سے مشرف نہ تھے۔" یہ دعویٰ ندوی صاحب کا محض بے دلیل ہی نہیں ہے بلکہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے جس میں صاف صاف لکھا ہے کہ وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۔ علاوہ بریں بعثت نبوی صلعم سے قبل سب کے سب عیسائی ہو چکے تھے۔ کیا آج بھی مسلمانوں میں دہریے خیالات کے لوگ نہیں ہیں؟ کیا مسلمانوں نے پابند شریعت ہو کر فلسفیانہ خیالات کی کتابیں نہیں تحریر کی ہیں؟ یونان کے فلسفی بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے۔ نہ یہ کہ وہاں شریعت ہی نہ تھی۔

اسکے بعد جناب مولانا نے مسئلہ نبوت کو عقل و فلسفہ کے ناخنوں سے کرید نے کی فکر کی ہے جی تو چاہتا ہے کہ یوں ہی کہہ کے ٹال جاؤں کہ ؎

گر باشد اہل کار دین بدے — فخر رازی راز دار دین بدے

گر دقت یہ آپڑی ہے کہ اُس مین وہ جو کچھ فرما گئے ہین وہ صحیح نظر نہین آتا ہے۔ ہندی صاحب نے جو فلسفہ کو تکلیف دے کر محض کاغذ کو خراب کیا ہے اور خواہ مخواہ کتاب کو موٹا کیا ہے اب اُس کے بارے مین کچھ عرض کرتا ہے۔

کئی سو صفحات پر جناب مولانا نے فلسفہ اور سائنس پر گہر افشانی فرمائی ہے اور بعض بعض نکات ایسے پیش کئے ہین جو میری چھوٹی سی فہم مین آتے ہی نہین۔ از انجملہ صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہین :- "پرندہ کا بچہ انڈے کے چھلکے سے باہر آنے کے ساتھ ہی زمین سے دانہ چگنے لگتا ہے"۔

غالباً جناب مولانا کو گلستان کا یہ شعر یاد آگیا :- "مرغک از بیضہ برون آید و روزی طلبد ۔ آدمی زادہ ندارد ..." الخ۔ مگر خیال رہے کہ جس کو ہم عرف عام مین "مرغی اور مرغا" کہتے ہین اُسی کو اہل ایران "مرغ" کہتے ہین ہر پرندے مراد نہین اور نہ ہر پرند کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنے لگتا ہے۔

صفحہ ۱۲ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات نقل کی ہے اور خوب نقل کی ہے۔ چونکہ وہ اپنی بات کے مرد میدان تھے اس لئے لکھ گئے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مولانا کی سمجھ مین انکی بات آئی کہ نہین ؟ مولانا نے اس حصہ مضمون کو اس مصرعہ کو ختم کیا ہے:

"کس نکشود و نہ کشاید بحکمت این معما را"

اگر مولانا بھی اس گتھی کے کھولنے کی کوشش نہ کرتے تو اچھا تھا۔ صفحہ ۲۰ سے معجزات کا ذکر ہے مگر سمجھ مین نہین آیا کہ تولد ذاتی اور تولد صفاتی (ایجاد بندہ) کا ذکر بے محل کیوں ؟ معجزات کے باب مین فلسفیانہ اظہار اسقدر ہے کہ جبتک انسان

معجزات تک پہونچے گا ان کو بھول جائے گا۔ اگر آپ کو فلسفیون کا رد کرنا منظور تھا حاشیہ مین اختصار کے ساتھ رد کر دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور انگریزی سے جناب مولانا ترجمہ کرتے یا کراتے گئے اور درج کرتے گئے۔ انکے اس حصہ پر مجھے ایک مثال یاد آگئی وہ یہ ہے کہ "کسی نے کہا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پہ کھاٹ۔ اس نے جواب دیا تیرے سر پر کولھو۔ اس نے کہا قافیہ نہین ملا اس نے کہا بوجھون تو مریگا"

بس فلسفہ کا بوجھ بلا وجہ ڈال کر ہمکو بوجھون مارا ہو، باقی اسمین کچھ نہین ہے۔

صفحہ ۳۔ "حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بنی اسرائیل کو لیکر چلے تو راستہ مین بحر قلزم (ریڈسی) حائل تھا، حکم ہوا کہ اپنی لکڑی سے دریا کو مارو۔ دریا خشک ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر پار اتر گئے لیکن جب فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ دریا مین قدم رکھا تو دریا پھر اپنی اصلی حالت پر آگیا" الخ

معلوم نہین کہ ہمارے کرم مولانا دریائے قلزم کی کوڑی کہان سے لائے ہین؟ مجھ کو قرآن کریم مین اسکا پتہ نہ چلا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے بھی اپنے ترجمہ کے حاشیہ پر قلزم ہی تحریر فرمایا ہے لیکن جیسا قلزم ویسا بحر عرب۔ انکا پایاب ہونا تو عجیب بات معلوم ہوتی ہے۔ اگر دریائے نیل کی بابت کہا جائے تو کچھ ٹھیک بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادون اور اس کے علم کو کسی نے نہین جانا۔ اُس کا علم بہت وسیع ہے۔ پھر یہ بھی نہین معلوم کہ فرعون کا دار السلطنت کہان تھا؟ قاہرہ دریائے نیل پر ہے۔ اسکندریہ دریائے نیل پر ہے۔ ہر بڑا شہر کسی دریا کے کنارے واقع ہے، پھر ملک شام (موعودہ زمین) کا راستہ خاکنائے سینا مین ہو کر ہے۔ بحر قلزم تو عرب مین سے آئے گا۔ باور نہین آتا کہ مراد الٰہی بحر قلزم سے ہو۔

جب مین لاہور مین پڑھتا تھا تو ایک اخبار مین مکرمی ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے
ذکر کیا تھا اور شاید وہ پرچہ ان کے پاس موجود ہو کہ "مسی سپی" یا مسوری کا ایک
دریا کل دن بھر کے لئے اس قدر خشک ہو گیا کہ لوگ اسکے تلے تک مین گھس گئے
تھے اور دوسرے دن پھر ویسا ہی آبشار تھا۔ معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا برف کا ٹکڑا
درمیان مین حائل ہو گیا تھا جس نے یہ حالت کر دی جب وہ "ٹوٹا" تو پانی آ گیا۔

اسی طرح اب معلوم ہوا ہے کہ دریائے نیل جبل القمر سے نکلا ہے اور وہان ایک
آبشار ہے جس کو "وکٹوریا نائن زا" کہتے ہین وہان سے پانی گرتا ہے اور دریائے نیل مین
آتا ہو جبل القمر کو اس لئے جبل القمر (Moon Mountain) کہتے ہین کہ وہ ہر وقت
برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ بس خدا کے علم مین یہ بات تھی کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام
آئینگے دریا پایاب ہوگا۔ لہذا لاٹھی مارنے کا حکم دیا۔ پھر بھی یہ علم تھا کہ فرعون کے
آنے تک پانی پہونچ جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوگ بھاگنے کے لئے تیار تھے۔ فرعون کے لوگ
تعاقب کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ جب اُن کو معلوم ہوا تو تعاقب کرنے چلے۔ اسمین
بھی کچھ وقت لگتا ہے اور لگا ہوگا۔ ان امور پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ
ہوا۔ اور بعید از عقل بھی نہین۔ اول تو قلزم کی سند قرآن مجید سے مشکل سے ملے گی
کیونکہ غرق ہونے کا ذکر ہے۔ ندی نالے کا ذکر مطلق نہین۔ پھر خواہ مخواہ آپ مد و جزر
مین پڑے۔ ہنگلی وغیرہ مین مکرم مولانا صاحب کے آپ دیکھ آئیے کہ جزر کی حالت مین
بھی دریا پایاب نہین ہوتا۔

صفحہ ۹ تک مولانا نے اگرچہ بہت سے لغویات درج کئے ہین مگر مین نے اُن کو

چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ "دفتر بے معنی" سے پُر ہے - اور لغویات کا ایک ذخیرہ ہے
جے پور سے آگرہ آتے ہوئے کا نوتہ ایک اسٹیشن ہے - اُسکے پاس ہی ایک
ندی ہے اور ایسی ندیاں راجپوتانہ میں بہت ہیں مثلاً بان گنگا، ابھی خشک ہی
آدمی سوچ رہا ہے کہ پار ہو جائیں گے - درمیان میں پہونچتا ہے کہ پانی اُسکو آدبا لیتا ہے
اور وہ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ بن جاتا ہے -

سورج نرائن بی اے کو لوگ سمجھاتے رہے کہ بہل نہ ڈالئے مگر وہ نہ مانا -
درمیان میں پہونچا تھا کہ پانی آگیا - بیل تیرنے لگے - گاڑی اُچھلنے لگی اور وہ حضرت
اس میں ڈوب گئے، لاش دور جا کر ملی - یہ میرے ذاتی علم کا واقعہ ہے لیکن اس قسم کا
واقعہ بحر عرب بحر قلزم بحر ہند میں نہیں ہو سکتا -

صفحہ ۶ سے آپنے دلائل و معجزات اور فلسفہ جدیدہ پر خامہ فرسائی کی ہی
مگر عنوان کے لئے آیت وہ چُنی ہے کہ "بسمل پھڑک اُٹھی نظر انتخاب کی" میں ناظرین
کو اس سے محروم کرنا نہیں چاہتا وہ آیت یہ ہے :- وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ
عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ - یعنی "جو لوگ ایمان نہیں رکھتے اُنکے لئے آیات و نذر بیکار
ہے" - اور میں اسپر ٹھا بھاری صاد کرتا ہوں -

پھر فرماتے ہیں :- "جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی کا آنا
قانون قدرت ہے اسی طرح یہ بھی ایک سنت الٰہی ہے کہ جب عالم انسانیت پر
ضلالت و گمراہی کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اُسکے مطلع سے ہدایت و رہنمائی کا نور
طلوع کرتا ہے" مگر شاید یہ قانون چودہویں صدی کے لئے نہیں ہے -

در احادیث نبی آمدہ است   کہ بزدِ ہر صدی یک مصلح است شود پیدا

پھر فرماتے ہیں کہ:- "عام مصلحین کے ہاتھ میں صرف انسانی عقل اور بصیرت کی مشعل ہوتی ہے" - یہ بھی غلط ہے - میرے اور جناب مولانا کے پاس اور حکیم برہم صاحب کے پاس بھی انسانی عقل اور بصیرت کی مشعل ضرور ہے اور ڈارون کے پاس بھی وہی ہے مگر ان میں سے کوئی بھی مصلح نہیں - مولانا! مجدد دین من وجہ نبی ہوتے ہیں اور مشکوٰۃ نبوت سے نور پاتے ہیں - اگر یہ نہ ہو تو اصلاح نہیں کر سکتے ہیں -

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:- "پیغمبر وہ سب کچھ دیکھتا ہے جو ہم نہیں دیکھتے" - مولانا! پیغمبر فارسی لفظ ہے - قرآن کریم کی اصطلاح تو صرف نبی ہے اور وہ بھی انسان ہی ہوتا ہے - آپ نے اسکے بعد ہیوم کیسلے اور مل کے اقوال شرح وبسط کے ساتھ نقل فرمائے ہیں - اسکی علت غائی کا پتہ نہ چلا - کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے نہ آپ انگریزی دان ہیں نہ آپ کے اُستاد تھے پھر خواہ مخواہ یہ ظاہر کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

کرم مولانا نے استبعاد معجزات کے باب میں دو واقعے صفحہ ۱۰۷ میں درج کئے ہیں - میکسیکو میں کسی عورت کے آٹھ لڑکے ایک ساتھ ہوئے - اور برھما میں چھ - اس پر آپ نے تعجب فرمایا ہے - اور یہ واقعہ الہ آباد کے متعصب اخبار "لیڈر" ۲۷ فروری سنہ ۱۹۲۳ء میں درج ہے - مولانا! فن قابلہ پر جس قدر کتب ہیں آپ اُنکو ملاحظہ فرمائیے - اُنمیں لکھا ہے کہ اس قدر عورتوں میں ایک عورت کے دو بچے ہونگے اور اس میں چھ ہونگے - ہم نے تو اسباب کو میڈیکل کالج لاہور میں پڑھ لیا تھا - اور یہ کوئی عجیب بات نہیں -

پھر جس بخار والے کا ذکر کیا ہے یہ بھی عجیب بات نہیں - بار ہا شد لیکن اس قسم کے واقعات کم ضرور ہیں -

پھر نمبر ۸ کلام "لیڈر" کے ماتحت جو آپ نے راجہ رامن نامی کا ذکر کیا ہے اسکے لئے اس سے

زیادہ کیا کہوں کہ "گھر سے آیا ہے معتبر زانی" محمد صلعم کی غلامی کرنیوالے تو جھوٹے ہو گئے اور دشمنان محمد صلعم سچے ہو گئے۔ سچ اور راستی سے انکار کی یہ سزا ہے۔

صفحہ ۱۰۱ پر آپ نے ایک لفظ لکھا ہے "کالوگنی" معلوم نہیں کہ یہ کیا جانور ہے فرانسیسی لفظ (Cologne)، مگر اس کا تلفظ "کلون" ہے۔ اس سے آپ کے علم انگریزی کی سخت پردہ دری ہو گی۔

ایک مرتبہ میں جبکہ لاہور میں تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے یہاں گیا تو وہ مل کی کتاب پڑھ رہے تھے وہ میں نے بھی لے کر پڑھنا شروع کر دی۔ چند صفحے پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا تھا کہ ان حضرت کے سامنے عیسائی مذہب تھا اور اسپر انھوں نے اعتراضات کئے ہیں میرے اسلام پر انکا ایک اعتراض بھی نہیں پڑتا۔ آپ نے جگہ جگہ معراج کو جس طرح پیش کیا ہے وہ اب بھی ایسا ہے کہ اس پر اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے پاس جو اسلام ہے وہ آپ کا خود ساختہ ہے یا مردہ اسلام ہے اور میرے پاس جو اسلام ہے وہ زندہ اسلام ہے۔

آپنے بردوان کے واقعہ پر جس طرح ایمان کی کمزوری دکھائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس واقعہ کو میں من وعن درج کرتا ہوں "بردوان میں ایک عجیب و اسرار واقعہ پیش آیا جس نے لوگوں میں کافی سنسنی پیدا کر دی ہے۔

لالہ کندن لال کپور ایک کھتری زمیندار اراہ حال کو ہے بجے شام مرض قے سے متوفی ہو گئے چونکہ سورہ ہنسی کھتری تھا اس لئے جب تک دوسرے دن صبح آفتاب نے نکل لیا اس کی لاش جلائی نہیں گئی۔ جلانے سے پہلے اس کے لڑکے انند لال نے ایک فوٹو گرافر بیٹ چھان کو بلوا اور نہ تھا لاش کا فوٹو لیا۔ لیکن انکی حیرت کی انتہا نہ رہی

جب اُس نے دیکھا کہ اس کے فوٹو پر پانچ اور دُھندلی تصویرین آگئی ہین - ان تصویرون مین سے دو کو تو خاندان کے لوگون نے پہچانا کہ متوفی کی پہلی بیوی اور لڑکے کی ہین جن کو مرے ہوئے کئی سال ہو چکے ہین - باقی تین تصویرین جو زیادہ روشن نہین تھین پہچانی نہین جاسکین "

اول میرا اعتراض یہ ہے کہ یہ تصویرین عام طور سے ہندوستان مین کیون نہ شایع کی گئین ؟ کیونکہ اس سے ایک خاص مذہب کی برتری ثابت ہوتی تھی -

دوسرا اعتراض "معتبر ناپی" والی بات ہے -

تیسرا اعتراض - استبعاد معجزات مین اس قصے کا کیا کام ؟ -

چوتھا اعتراض - معلوم نہین کہ اصل انگریزی مین کیا مضمون تھا اور مترجم صاحب نے کیا کر دیا ؟

غنیمت یہ ہے کہ اس کتاب کو ہندو بہت کم پڑھین گے - کیونکہ بے شک کھتری ہوتے ہین - مگر آجتک کسی نے یہ الہامی بیان نہ سُنا ہوگا کہ وہ سورج بنسی یا چندر بنسی بھی ہوتے ہین - سورج بنسی اور چندر بنسی راجپوتون کی قسمین ہین - مولانا ! اب کسی کے سامنے یہ نہ بیان کیجیے گا کہ وہ کندن لال سوریہ بنسی کھتری تھا -

اب رہ گیا پانچ روحون کا آنا - ہندو اعتقاد رکھتا ہے تناسخ پر - وہ یہ خیال کرتا ہے کہ بد اعمال اسکو مختلف جانورون کی صورت مین لیجائین گے اور جب وہ کل اپنی سزا کو بھگت لیگا تو اس کی "موکش" ہو جائیگی - اور نجات ابدی اور سرمدی حاصل ہوگی - پھر یہ روحین کیونکر آگئین ؟

اسلامی عقیدہ یہ ہے - ان الفجار لفی سجین وان الابرار لفی علیین

پس وہ روحین اپنے قید خانون کو چھوڑ کر نہین آسکتی تھین - یہ واقعہ سرے سے افترا ہے - جو لوگ راستبازون پر ایمان نہین لاتے ہین ان کو مفتریون پر ایمان لانا پڑتا ہے -

مولانا سید سلیمان ندوی کو شاید یہ معلوم نہین (معلوم نہین کہ انکے پاس حاجی ہونے کی ڈگری ہے کہ نہین) کہ آدمی مذہب کے باعث حب اخلاص رکھتا ہے تو وہ تکلیف دہ چیزین ہین اس کو تکلیف دہ معلوم نہین ہوتی ہین - میرا خیال ہے کہ احرام مین جوتا نہین ہے اور لوگ ننگے پاؤن صفا اور مروہ کے درمیان دوڑا کرتے ہین اور ان کو گرمی محسوس نہین ہوتی - حافظ عبدالرحمن مرحوم امرتسری سیاح مصر نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو بھی گرمی نہین محسوس ہوئی تھی تو انھون نے کہا ہوئی تھی - میرے علم و یقین کے لحاظ سے وہ مذہبی آدمی نہ تھے اور ان مین وہ اخلاص نہ تھا جو ہونا چاہئے - انگریزون مین خود اخلاص مذہبی کم ہوتا ہے - پس وہ اگر اپنے قلیون کی قربانی اور بوجہ کے اخلاص کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے تو اسمین تعجب کی کونسی بات ہے - اور یہ عمل تنویم بھی نہین - ہان آپ جو چاہین سو فرمائین قلم آپکے ہاتھ مین ہے -

جناب مولانا نے اپنے کچھ خواب بھی درج فرمائے ہین جس مین حروف "ج" اور "س" بہت دلچسپ ہین کیونکہ یہ نامون کے اول حروف معلوم ہوتے ہین اور چونکہ آپ نے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے اس لئے حروف تحریر کئے ہین - بدگمانی کرنا گناہ ہے لیکن آپ جیسے شخصیت والے کو دلیر ہونا چاہئے - حقیقی اسرار نبوت (صفحہ ۱۱۴) کو آپنے شاعرانہ رنگ مین بیان کیا ہے اور چونکہ اس کوچے سے نابلد تھے رہ گئے -

آپکے فلسفی دوست کو اپنے خوابون پر بہت بھروسا ہے - ان کے خوابون کی

صحت کا یقین آپ کو ہو گا یا ان کو، مجھ کو تو نہیں ہے۔

اسرار نبوت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہین کہ انبیاء اور اولیا کا مقابلہ مشکل ہے اور پھر آپ اپنے سطح کی مثالین تلاش کرتے ہین۔ مگر مولانا! گھوڑے اور بیل کا مقابلہ کرنا غلطی ہے۔ ہم جنس کا مقابلہ ہوتا ہے نہ کہ غیر جنس کا۔ آپکی سمجھ مین کچھ آیا؟ پھر اپنے سطح کی مثال تلاش کرتے کرتے آپ انگریز کی خدمت مین پہونچ گئے۔ خوب فقرہ ہے کہ اپنی گود مین اس کو دبا رہا ہے۔ بقول میر ع "خوش اعتقاد کیسے ہین ہندوستان کے لوگ"۔ کہ آپ اس کو سچ سمجھ رہے ہین؟۔

جناب جیمس صاحب جو کچھ فرماتے اس کو بھی سن لیجئے "تا کہ مولانا ندوی اور ان کے ہم صحبتون کی خوش اعتقادی کا نمونہ آپ کو معلوم ہو جائے۔

اسکی موجودگی مین نہ کوئی ابہام و التباس ہے نہ شعر یا موسیقی کے وجد و کیف کا سا پیدا کردہ کوئی جذبہ، بلکہ ایک قومی شخصیت کی نہایت قریب موجودگی کا قطعی علم و یقین ہے اور اس کے چلے جانے کے بعد میرے حافظے مین اسکی یاد ایک حقیقت کی طرح تازہ ہے۔ ہر چیز جو مین دیکھتا یا سنتا ہون خواب ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ واقعہ خواب نہ تھا۔ صفحہ ۱۱۶ -

یہ جناب جیمس کا مکاشفہ تھا جو یوحنا کے مکاشفات سے زیادہ واضح تھا اور مولانا کے لئے یہی کافی ہے کہ انگریز مصنف نے تصنیف کیا ہے۔

اسکے بعد آپ نے ایک سائنسدان کے اعتراضات سنائے ہین جو اچھی خاصی مجذوب کی بڑ معلوم ہوتی ہے اور معلوم نہین کہ سیرت نبویؐ جیسی پاک چیز سے اس کا کیا تعلق ہے؟

صفحہ ۱۱۱ مین آپ نے سوئٹزرلینڈ کے ایک شخص کی آپ بیتی درج فرمائی ہو اسکا
خلاصہ یہ ہے :- "یہ معلوم ہوا کہ خدا موجود ہے - گویا اس کی رحمت اور قوت میرے
سارے وجود مین نفوذ کر رہی ہو - ایک نہر پر بیٹھ گیا اور آنکھون سے آنسوؤن کا
دریا اُمنڈ آیا کہ زندگی مین اپنے کو بھنوا کر اپنی ربوبیت کا کرشمہ دکھلایا - کیا موسیٰ
نے کوہ طور پر کچھ اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ دیکھا تھا ؟ خدا کسی شکل و
صورت اور رنگ و بو سے متصف نہ تھا "

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان بزرگ نے خدا کا دیدار حاصل کیا اور کہا کہ موسیٰ سے
یہ صاحب کم نہ تھے - یہ حضرت اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ کے برابر ثابت کرتے - مگر
خیر سے وہ خدا ہو گئے اس لئے انکی برابری کی ہمت نہ پڑی - صرف موسیٰ ہی پر بلت
ٹل گئی - مگر آگے چل کر مولوی عبدالباری ندوی (اس حصے کے اصل مصنف)
نے ایک حدیث درج کر کے خوب داد سیرت دی ہے اور محمد صلعم کو دشمن محمد صلعم کے
برابر کر دیا ہے - حدیث یہ ہے کہ :" ایک دفعہ صبح کی نماز کے لئے آپ دیر سے برآمد ہوئے
نماز کے بعد لوگون کو اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ ٹھہر جائین - نماز ہی مین کچھ اونگھ سا
گیا مین نے دیکھا کہ جمال الٰہی بے پردہ میرے سامنے ہے " الخ

محمد صلعم کی عزت کرنے والو ! محمد صلعم کے نام پر اپنی جانین فدا کرنے والو ! خدارا
غور کرو کہ سوئٹزرلینڈ کا وہ عیسائی جو میرے آقا اور مالک کو کذاب اور مفتری
یقین کرتا ہے خدا کو بے نقاب دیکھتا ہے - کم سے کم اس کا دعویٰ یہ ہے اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی برابری کرتا ہے اور دوسری طرف مصنف سیرۃ النبیؐ اتنی بڑی
گستاخی کرتا ہو کہ اُس کو اور محمد صلعم کو برابر کر دیتا ہے اور آپ لوگ آنکھ بند کئے ہوئے انکی

طرف بھاگے چلے جاتے ہین۔ سوئٹزرلینڈ کا وہ شخص اس قدر گمنام ہے کہ آپ نے اس کا نام تک درج نہین کیا، مگر سے آئے ہین اُس کو جناب ختم المرسلین صلعم کے مقابلے مین۔ کیا اب بھی کسی بڑے مصلح کی ضرورت نہ تھی؟

سیرۃ النبی کے اس جلد کے پڑھنے کے بعد معجزہ کے انکار کرنیوالے نہ صرف کم رہجائین گے بلکہ زیادہ ہوجائین گے۔ اور جب آپ کو یقین تھا کہ آپکے ایسا نقوش ایک منکر کو بھی مومن نہ بنا سکین گے تو آپ نے تحصیل حاصل کیون کی؟

مین بہت سی باتین نظرانداز کرتا ہوا تاہم مین مشکل سے اسوقت تک ۲۰۰ صفحے تک پہونچا ہون لیکن اگر یہ کتاب شائع کیجاتی اور اس قدر روپیہ برباد نہ کیا جاتا تو اچھا تھا۔

صفحہ ۲۰۰ سے لیکر ۲۴۴ تک مین نے کئی بار پڑھا اور ہر مرتبہ حیرت مین آگیا کہ ان صفحات کو سیرت سے کیا تعلق ہے؟۔ آئندہ اڈیشن مین اگر اس کتاب کے زیادہ حصے کو دریا بُرد کردیا جائے تو اچھا ہے۔

صفحہ ۱۴۳۔ سرجیمس مسٹن یہان کے ایک حاکم صوبہ گزرے ہین۔ اُنھون نے اپنی کسی تقریر مین کہا تھا کہ "محض بی۔ اے ہونا کوئی تعریف کی بات نہین ہے"۔ مگر مولانا عبدالباری اپنے ایک ہی دوست کو جس کے بارے مین سُنا جاتا ہے کہ اس مین کایا پلٹ ہوگئی (اور جس کے کایا پلٹ ہونے کا نمونہ بھی انھون نے دیکھا ہے اور اس کو اپنے مضمون مین نقل کرونگا) ان الفاظ مین پیش کرتے ہین جن کا شمار کم سے کم مسلمانون مین تعلیم جدید کے مستثنیٰ افراد مین ہے مگر مولانا!!

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز ۔۔۔ کین سپہر بوالعجائب چون تو بسیار آورد

مولانا عبد الباری اپنے دوست کے کیسے زبردست بھانٹ بنتے ہین۔ اس سے ہم کو بحث نہین مگر ان کے نامور دوست کی رائے کا پلٹ ہونے کے بعد گاندھی کی بابت کملاحظہ فرمایئے۔ اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ محبت رکھنے والون کو ضرور صدمہ ہوگا :-

"اس قلب ماہیت کا نتیجہ یہ ہے کہ انبیاے عظام کا تو ذکر ہی کیا۔ ملک کی موجودہ تحریک ترک موالات کے بانی کی غیر معمولی طور پر پاکیزہ اور اخلاق حسنہ سے آراستہ زندگی بھی ان کو روحانی کمالات ہی کا پرتو نظر آتی ہے۔ خدا نے اسی وساطت سے تائید کی ہوگی"

نان کو آپریشن کی تحریک کا بانی ایک مشرک ہندو ہے جس مین یہ شخص پاکیزہ اور اخلاق حسنہ کا انبار پاتا ہے اور اس کی زندگی مین روحانی کمالات بھی اس کو نظر آتے ہین اور تائید الٰہی بھی اس کے شامل حال ہے۔ مین آپ کو اس سے بھی زیادہ عرض کردون کہ اس تعلیم جدید کے مستثنیٰ فرد کے خالص دوست کو گاندھی یعنی تحریک ترک موالات کا بانی "بالقوہ نبی نظر آتا ہے" ؎

گر ہمین مکتب است واین مُلّا

کار طفلان تمام خواہد شد

بقول ان لوگون کے اب مسلمانون مین کوئی شخص ایسا نہین جس کی غیر معمولی طور پر پاکیزہ ہو یا اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

صفحہ ۲۸ پر آپ نے لب لباب پیش کیا ہے اور یہان پر مولوی عبد الباری کی تحریر ختم ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہین۔

" اگر غیب پر ایمان ہے اور فرعون اور ابوجہل کی طرح عناد اور تعصب کے موانع موجود نہین ہین ، ساتھ ہی مدعی نبوت کی زندگی اپنے احوال اور اخلاق کے لحاظ سے بجاے خود اس کی نبوت کی مؤید ہے تو معجزہ کا کیا ذکر خود پیغمبر کی آواز و صورت ہی معجزہ ہے "

میرے مکرم مولانا عبدالباری ! اور جملہ شبلی منزل کے رہنے والو ! اگر آپ کا غیب پر ایمان ہے - اور فرعون اور ابوجہل کی طرح عناد و تعصب کے موانع موجود نہین ساتھ ہی مدعی نبوت کی زندگی اپنے احوال و اخلاق کے لحاظ سے بجاے خود اس کی نبوت کی مؤید ہے تو کیا آج بھی کسی نبی کی آواز و صوت آپ حضرات کے لئے معجزہ بن سکتی ہے -

صفحہ ۱۴۹ سے پھر مولانا ندوی کی تصنیف معلوم ہوتی ہے - جیسا کہ انھون نے خود دیباچہ مین درج فرما دیا ہے - اور شکر ہے کہ انھون نے معجزے کے لفظ کو ترک کرکے آیات کا لفظ استعمال کرنا شروع کیا ہے -

" حضرت عیسیٰ ؑ کا ذکر اس وجہ سے قرآن مجید مین نہین کہ ان کی امت ریگستان عرب مین موجود تھی بلکہ اس وجہ سے ہے کہ پڑوسی قوم یہود نے ان کا حال ابتر کر رکھا تھا اور کوئی ناگفتہ بہ بات ایسی نہ تھی جو انپر اور اُن کی ماں پر قوم یہود نے نہ تھوپ دی ہو پس قرآن کریم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کا " تفسیر نفسی " کیا ہے اور یہود کی تہمتون کو رد کیا ہے ۔ ورنہ من حیث نبوۃ وہ موسیٰ ؑ سے بڑھے نہ تھے - وہ صرف " رسولاً الی بنی اسرائیل " تھے اور بس - اور بقول متی کے " مین توریت کو منسوخ کرنے نہین آیا بلکہ اس کو پورا کرنے آیا ہون -

آج بھی یہود ہمارے سامنے انھیں لغویات کو دہرایا کرتے ہین۔

پھر یہ آیات بڑی خطرناک چیزین ہین۔ امر حق یہ ہے کہ نبی اپنی ذات سے ایسا وجود ہوتا ہے کہ جس پر ایمان لانا فرض ہے۔ ورنہ آیت کے بعد اگر کوئی نہ مانے تو وہ مستوجب سزا ہو جاتا ہے۔

صفحہ ۱۵۵ پر آپ تحریر فرماتے ہین "انبیا قومون کے تاریکستان میں نور الٰہی کی مشعل لے کر تنہا مجمعون کے اندر آتے ہین۔ لوگ اس نور کو بجھانا چاہتے ہین اور تیغ و خنجر سے مشعل کے تھامنے والے دست و بازو کو زخمی کرنا چاہتے ہین مگر وہ شمع الٰہی بجھنے کے بجائے رفتہ رفتہ اپنے دائرہ نورانی کو وسیع کرتی جاتی اور بالآخر سطح ارض کے کنارون تک پہونچ جاتی ہے"۔

آپ کے اس قول کا نظارہ ہم بھی ایسی سال سے دیکھ رہے ہین۔ مگر جو آیت آپ نے پیش کی ہے یعنی یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۔ "وہ چاہتے ہین کہ اپنے منہ سے خدا کے نور کو بجھا دین اور خدا اپنے نور کو پورا روشن کرنے والا ہے گو کافر اس سے خوش نہون"۔

پھر اس کے بعد آپ درج فرماتے ہین۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ "وہ اس ذات نے رسول کو ہدایت اور سچائی کا مذہب دیکر بھیجا تاکہ وہ اس کو ہر مذہب پر غالب کرے گو مشرک اس سے ناراض ہون"۔

ہمارے کرم مولانا کو یاد تو ہو گا کہ یہ آوازی اور وجہ ہے کہ انھون نے اس آیۃ کو آنحضرت ختم المرسلین کے بارے مین سمجھ لیا ہے۔ یہ آیت حضرت مسیح موعود کے بارے مین

ہے اور آنحضرت صلعم اس پیشین گوئی کے مصداق اول نہین ہین۔ کیونکہ اس آیت مین بتایا ہے کہ اس رسول کے وقت لوگ اس کے سلسلہ کو مونہون سے مٹانا چاہینگے لیکن رسول اللہ صلعم کے زمانے کے حالات ہمین بتلاتے ہین کہ آپ کے سلسلہ کی منھ سے نہین بلکہ تلوار سے مٹانے کی کوشش کی گئی اور ایسے ایسے مظالم کئے گئے کہ خدا کی پناہ۔ جناب ختم المرسلین صلعم کے زمانہ مین دلائل سے اسلام کا مقابلہ کرنے کی بہت ہی کم کوشش کی گئی۔ پس اس آیت مین ضرور کسی اور زمانہ کی طرف اشارہ ہے جس مین امن و امان ہوگا اور نہ تلوارون کے بجائے زیادہ تر زبانون سے کام لیا جائیگا۔ اور اگر مونہون کی پھونکون سے اس رسول کے کام کو مٹانا چاہین گے اور چاہین گے کہ باتین بنا بنا کر اسکے کام کو روک دین اور اسکی ترقی کو روک دین اور وہ زمانہ یہی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی منصف حکومت قائم کر دی ہے کہ جس کے زیر سایہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین۔ اور اگر کوئی شخص ظلم کرنے لگے تو یہ اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہی چنانچہ اس وقت تمام دشمنون کے پاس سوائے فتوون اور گالیون کے کچھ نہین وہ اپنے فتوون سے چاہتی ہین کہ ہمارے کام کو مٹا دین لیکن ان کے ہاتھون مین ایسے سامان نہین ہین کہ جن کے ذریعے زبردستی وہ کسی کو دین سے پھیر دین یا اُسے قتل کر دین۔

پس یہی زمانہ (کہ جب لوگون کے ہاتھ سے تلوار چھین لی گئی ہے اور صرف منھ کی لڑائی رہ گئی ہے) وہ زمانہ ہو سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت مین کیا گیا ہے اور آنحضرت صلعم کا زمانہ تو وہ تھا کہ تلوارون سے مسلمانون کو بھیڑ اور بکریون کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور عورتون مین شرمگاہون مین نیزے مار مار کر ان کو شہید کیا گیا۔ پس وہ زمانہ جبکہ اصلی کام تلوار کر رہی تھی اور دلائل و براہین کا استعمال مخالفین اسلام جانتے ہی نہ تھے وہ زمانہ

نہین ہوسکتا جس کے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسوقت لوگ اپنے مونہونکی پھونکون سے اسلام کو مٹانا چاہین گے بلکہ وہ زمانہ یہی ہے کہ گو اسوقت بھی آپکے بھائی بندہمکو دُکھ دینے سے باز نہین آتے لیکن آپکا زیادہ زور گالیون اور فتوون ہی پر ہے اور ہاتھ چلانے کی آپ کو اس قدر طاقت نہین جس قدر کہ پہلے زمانون مین ہوا کرتی تھی

احمد نبی اللہ کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ رسول صلعم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی مگر اتمام نور آپ کے زمانے مین نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت مین ہوگا اور رسول کریم صلعم کے وقت اسکی بنیاد ڈالی گئی تھی ایک حدیث مین ہے کہ وہ امت کیونکر گمراہ ہوسکتی ہے جس کی ابتدا مین مین اور آخر مین مسیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمنان اسلام کے کامل حملون سے نجات اُسی وقت مسلمانون کو ملے گی جبکہ دوسری طرف مسیح موعود کی دیوار پیدا ہو جائیگی۔ اسلام کی تائید مین جو دلائل قرآن کریم اور احادیث مین دئے گئے تھے وہ ایک مخفی خزانے کی طرح تھے اور باوجود پہنچنے کے لوگ ان سے غافل تھے۔ اب حضرت مسیح موعود نے آکر ان کو کھولا ہے۔ اور مسلمانون کو ایک ایسی روشنی عطا کر دی ہے کہ اب دشمن تاریکی مین انپر حملہ آور نہین ہوسکتا۔

اسی آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہان مسیح موعود ہی کا ذکر ہے، کیونکہ اکثر مفسرین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے حق مین ہے کیونکہ اسی کے وقت مین اسلام کو باقی ادیان پر غلبہ مقدر ہے۔ چنانچہ واقعات نے بھی اس امر کی شہادت دے دی ہو کہ اس زمانہ سے پہلے اشاعت دین کے ایسے سامان موجود نہ تھے جو اب ہین مثلاً ریل، تار، دُخانی جہاز، ڈاک خانے، مطابع، اخبارات کی کثرت،

علم کی کثرت، تجارت کی کثرت، جس کی وجہ سے ہر ملک کے لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہین اور ایک شخص اپنے گھر بیٹھا ہوا چارون طرف تبلیغ کرسکتا ہے اور جہان چاہے وہان جاکر بھی تبلیغ دین کا کام سرانجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ احمدی مبلغین اکناف عالم مین پھیلے ہوئے ہین۔

یہی زمانہ ایسا ہے کہ اس مین نہایت آسانی سے تمام مذاہب کا رد کیا جا سکتا ہے آنحضرت صلعم کے وقت ایسے حالات نہ تھے، آپکے وقت نہ اس طرح مذاہب سے مقابلہ ہوا اور نہ ان مذاہب نے آپکے وقت سر نکالا۔ یہ سب حضرت مسیح موعود کے زمانے مین ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوا۔

پھر اس زمانے مین یہ اشاعت دین تحریر اور تقریر کے ذریعہ اس لئے بھی ضروری تھی کہ دوسرے مذاہب والون نے آنحضرت صلعم پر اعتراض کیا تھا کہ انھون نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا۔ خدا تعالیٰ نے اس اعتراض کو رد کرنے کیلئے آپکے ایک غلام (مسیح موعود) کو کھڑا کیا۔ اور امر واقعہ دکھا دیا کہ جب شخص دلائل اور براہین سے اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرسکتا ہے تو اس کے آقا نے کیون نہ بھی اسی طرح کیا ہوگا۔ پس یہ امر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلعم نے جو تلوار اُٹھائی وہ اس لئے اُٹھائی کہ آپکے مقابلہ مین تلوار اٹھائی گئی ورنہ آپ بھی کبھی تلوار نہ اُٹھاتے۔

غرض یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس رسول کے آنے کا زمانہ ایسا ہوگا جب کل مذاہب ظاہر ہوجائین گے اور ایسے سامان پیدا ہوجائینگے جن کے ذریعہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کیا جاسکے گا اور وہ یہی زمانہ ہے۔

اس آیت سے ایک اور طرح بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ مسیح موعود کا ذکر ہے

اور وہ یہ کہ یہ آیت قرآن میں تین جگہ ہے اور تینوں جگہ مسیح کے ساتھ ذکر ہے۔ دو جگہ تو صاف مسیح کا نام موجود ہے اور تیسری جگہ انجیل کا ذکر ہے پس تین جگہ اس آیت کا قرآن کریم میں آنا اور تینوں جگہ مسیح کے ساتھ ذکر ہونا دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے ساتھ اس آیت کا کوئی خاص تعلق ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس آیت کا مسیح کی بعثت ثانیہ کے وقت پورا ہونا تھا، اور اگر اس آیت کا مسیح کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ تین متفرق جگہ پر مسیح کے ذکر کے ساتھ اس آیت کو دُہرایا گیا؟ ایک دفعہ سورۂ توبہ رکوع ۵ میں۔ دوسری دفعہ سورۂ فتح رکوع ۴ میں۔ اور تیسری دفعہ سورۂ صف میں۔

اب ہمارے مکرم مولانا پر اپنی غلطی ظاہر ہو گئی ہو گی جس کے لئے ان پر فرض ہے کہ وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی میرے موجودہ امام کا بہت بہت شکریہ ادا کریں کیونکہ اس کی یہ تشریح انہیں کے ایک مضمون کا خوشہ ہے۔

صفحہ ۱۶ پر آپنے ایک آیت کریمہ نقل کی ہے اس طرح:-

"آنحضرت صلعم اپنی شہادت میں اپنی زندگی کو پیش کرتے ہیں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ یونس ۲ ہم نے تمہارے درمیان عمر گزاری کیا تم سمجھتے نہیں۔ حضرت ختم المرسلین صلعم نے یہ معیار ایسا لاجواب پیش کیا کہ اس سے اچھا معیار نہیں ہو سکتا۔ آپ کا دعویٰ نبوت شروع ہوتا ہے چالیس برس کی عمر کے بعد، اس سے قبل آپ قوم سے راستباز اور امین کا لقب حاصل کر چکے ہوتے ہیں یاد رہے نہیں، تا آنکہ ایک شخص رات کو امین اور راستباز سوئے اور صبح اُٹھے تو وہ اچھا خاصا مفتری اور کذاب ہو۔"

مکرم مولانا! یہ معیار صرف آپ ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر ایسے مدعی کے لئے ہے

اور ہر ملک کے اس قسم کے مدعی کے لئے ہے۔ اس مین چاہے عیسیٰؑ ہون یا موسیٰؑ، محمد صلعم ہون یا کرشن۔ مگر ستم یہ ہے کہ انبیاے سابقین (مثل موسیٰؑ و عیسیٰؑ و کرشن) کے سوانح پہ پردہ اور زبردست پردہ پڑ گیا کہ ہم کو ان کے صحیح حالات ہی نہین معلوم ہو سکتے ہین۔ یا یون کہو کہ یہ فضل خدا ہے جس نے انکے سوانح کو دنیا سے مٹا دیا۔ ہان صرف میرے محمد صلعم کے سوانح کو باقی رکھا۔

گر آج بھی دنیا مین ایک شخص پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بارے مین ہم نے کوئی خرابی نہین سُنی۔ خود مجھ سے ظفر علی خان کے والد مولوی سراج الدین حضرت مرزا صاحب کی بے داغ زندگی کی تعریف کرتے تھے۔ وہ مرید نہ تھے بلکہ تقریبًا سید احمد خانی خیالات کے تھے۔ کیون مولانا! کیا آپ اسی قرآن کریم کے معیار پہ مسیح موعود کو پرکھنے کے لئے تیار رہین؟ علی محمد باب اور بہاء اللہ اس معیار پہ افسوس ہے کہ نہین اُترتے ہین۔

صفحہ ۱۵۷۔ آپ فرماتے ہین کہ تورات مین اس کے اوصاف یہ بتائے گئے تھے کہ: "وہ غریبون اور مسکینون کا مددگار رہوگا اور بدکارون کو جنگی مرد کی طرح ہلاک کریگا۔ مختوم قوم مین پیدا ہوگا" مگر اس کا حوالہ آپ نے نہین دیا۔ نہ ماخذ بتایا اور یہی حال آپ نے مندرجہ ذیل بات کا کیا ہے۔ "وہ تسلی کی روح ہوگا۔ وہ مسیح کی نامکمل تعلیم کی تکمیل کریگا۔ خدا کی زبان اس کے مُنھ مین ہوگی"۔

اگر مندرجہ بالا امور تورات اور انجیل مین درج ہین تو علاوہ "یومنون بالغیب" کے لطف کے مٹ جانے کے یہود و نصاریٰ کو شک کی گنجائش نہوتی۔

ہمارے مولانا کو اہل کتاب کے ایک سوال پر سخت تعجب ہے اور وہ سوال یہ ہے

کہ اہل کتاب مجھسے فرمائش کرتے ہین تو اُن پر آسمان سے کتاب اُتارے۔ مولانا اگر ذرا غور کرتے تو یہ سوال نہ پیدا ہوتا۔

اس دُنیا مین ہمیشہ دو ٹولیان رہتی ہین۔ ایک وہ جو انبیا کو تسلیم کرتی ہے اور دوسری وہ جو انکار کرتی ہے۔ انکار کرنے والا گروہ اپنے سے پہلے جانیوالون کا مثیل ہوتا اور فرمائش کرتا ہے جو پہلے بدمعاش کر چکے ہوتے ہین۔ ہمسے خود ایک شخص نے کہا کہ اگر مرزا صاحب ایک مٹی کے ڈھیلے کو سونا کر دین تو ہم تسلیم کر لین گے۔

صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ پر آپ نے ہرقل اور ابو سفیان کی گفتگو اور پھر اسکو درست نہ کہا جو حسب ذیل ہے:۔

" اس گفتگو کے بعد قیصر نے کہا " تم نے اس کو شریف النسب بتایا پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندان سے پیدا ہوتے ہین (حضرت مرزا غلام احمد صاحب بھی اچھے خاندان مین سے تھے) تم نے کہا کہ اس خاندان مین کسی اور نے نبوت کا دعوی نہین کیا اگر ایسا ہوتا تو مین سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے (حضرت مرزا صاحب کے خاندان مین بھی کسی نے نبوت کا دعوی نہین کیا پشتہا در پشت سے) تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان مین کوئی بادشاہ نہ تھا اگر ایسا ہوتا تو مین سمجھتا کہ اسکو بادشاہت کی ہوس ہے (مرزا صاحب کے خاندان مین کوئی بادشاہ نہین ہوا) تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہین کہا۔ جو شخص آدمیون سے جھوٹ نہین بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے (بڑے بڑے مرزا صاحب کے جاننے والون نے مجھسے کہا کہ اس نے کبھی جھوٹ نہین کہا) تم کہتے ہو کمزورون نے اسکی پیروی کی۔ پیغمبرون کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب ہی لوگ ہوتے ہین (مرزا صاحب کی جماعت مین اس وقت

تک اہل دول مین سے کوئی مرید نہین) تم نے تسلیم کیا ہے کہ اس کا مذہب ترقی کرتا رہا ہے سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ بڑھتا جاتا ہے (احمدیت کی روزانہ ترقی شاہد ہے) تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہین دیا۔ پیغمبر کبھی فریب نہین دیتے (کوئی ہے کہ یہ ثابت کرے کہ مرزا صاحب نے کبھی کوئی فریب دیا) تم کہتے ہو کہ وہ نماز وتقویٰ اور عفاف کی ہدایت کرتا ہے (اس کے سوا مرزا صاحب نے کیا اور امر کی تعلیم دی) اور اگر یہ سچ ہے تو یقیناً پیغمبر ہے (اگر میری عبارت بین القوسین سچ ہے تو مرزا صاحب کے ظلی بروزی اور امتی نبی ہونے مین کوئی کلام نہین)۔

کیون مولانا! آپ کے مسلمہ معیار پر قادیان کا نبی سچا ثابت ہوتا ہے یا نہین سوچئے اور غور کیجئے اور وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے۔

صفحہ ۱۷۹ پر مولانا ندوی صاحب فرماتے ہین کہ "ہنگر کی طرح پیغمبر کا آسمان پر چڑھ جانا" معلوم نہین اس سے ان کی کیا مراد ہے؟ کیونکہ معراج کے بارے مین انھون نے جناب رسول کریم کو براق پر سوار کرکے چڑھایا ہے۔ اب کیا منتار یہ سمجھون کہ یہ گستاخانہ لفظ ہمارے حضور ہی پر عائد ہوتا ہے؟۔

صفحہ ۱۸۱ پر اپنی کسی سنہری روپہلی مصلحت کے ماتحت جناب مولانا نے ایک کلیہ پیش کیا ہے "متحدی بہ معجزات یعنی وہ معجزات جو کفار کے مطلب پر صادر ہوتے ہین ان کی تاخیر کا ایک سبب یہ ہے کہ ایسے معجزات پر ایمان نہ لانے کے بعد پیغمبر کو ہجرت کا حکم ہوتا ہے" سوال یہ ہے کہ کیا ایک لاکھ سے اوپر پیغمبر ہوئے ہین ان مین سے ہر ایک نے ہجرت کی ہے؟ اگر نہین کی تو کلیہ غلط ہے اور یقیناً نہین کی اسکو ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ ایک خاص فیچر (Feature) اس

سیرۃ کا یہ سب کہ اس میں بلا ضرورت آیات قرآنی داخل کی گئی ہیں۔ تقریبًا سو صفحات
میں آپ نے بلا ضرورت آیات قرآنی کا اندراج فرمایا ہے۔ اور اس میں بھی ایک کمال
کیا کہ جناب عیسیٰؑ (مرحوم و مغفور) کی تعریف کی بہت کوشش کی گئی ہے۔ معلوم
نہیں کیوں؟ (میں نے لفظ مرحوم و مغفور محض اس لئے لکھا ہے تاکہ میں یہ دکھادوں
کہ وہ وفات پا گئے ہیں زندہ آسمان نہیں ہیں۔ اور یہی عقیدہ سر سید اور مولوی چراغ علی
مرحوم کا بھی تھا)

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سوانحعمری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ذکر کثرت سے بے جوڑ ہے۔

صفحہ ۱۷۹ پر یہ تحریر فرمانا کہ "بازیگر کی طرح پیغمبر کا آسمان پر چڑھ جانا" اور پھر صفحہ
۱۸۸ پر "سنت الٰہی" کا لفظ استعمال کرنا، اور پھر یہ آیتیں درج کرنا کہ تم خدا کی سُنت
میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤگے۔ تم خدا کی سنت میں ہرگز تغیر نہ پاؤگے، اور اللہ کے بتائے
ہوئے قانون کو بدلنا نہیں، اور پھر یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان
پر تشریف لے گئے یا حضرت عیسیٰؑ مع جسد عنصری آسمان پر موجود ہیں یہ آپ حضرات
(جو شبلی منزل میں رہتے ہیں) کے عقل میں آسکتا ہے؟۔ ایک جگہ نہیں کئی جگہ آپ نے
اجتماع نقیضین کر دیا جو طلسم ہوشربا والے نے بھی نہ کیا ہوگا۔

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے صفحہ ۲۲۳ سے خصائص نبوت پر بحث
کی ہے اور وہ اس کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ۔ "دنیا میں ہر جنس اور ہر نوع
کی کچھ نہ کچھ خصوصیات ہوتی ہیں جن کے سبب سے وہ اپنے غیر سے ممتاز ہوتی ہے"
پھر فرماتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر پیغمبر کسی کسی قوم اور کسی کسی زمانے میں آئے ہیں

وہ ان خصوصیات سے ہمیشہ ممتاز ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا نے کسی نہ کسی طرح ان کو اپنے کلام وارشاد سے مفتخر اور اپنے احکام سے مطلع فرمایا ہے، اُن کے ادراک و احساس کی قوتوں کو اس قدر بلند کیا کہ عام انسانوں کو جو چیزیں نظر نہیں آتیں ان کو نظر آتی ہیں، عامہ بشر جن آوازوں کو نہیں سن سکتے وہ ان کو سنائی دیتی ہیں، ملائکۂ الٰہی خدا کے قاصد بن کر اُن کے پاس آتے ہیں، صداقت کے لحاظ سے اُنکے خواب اور بیداری کا ایک ہی عالم رہا ہے کیونکہ انکی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل نہیں سوتے ہیں، اور انکو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیوں میں سے کوئی نہ کوئی نشانی بھی عطا فرماتا ہے"۔

یہ عجیب غریب نبوت کی تعریف "شبلی منزل" میں اور "دار المصنفین" میں بیٹھ کر گھڑی گئی ہے، اور نہایت عجوبہ تعریف ہے۔ نہ قرآن کریم اسکی تائید کرتا ہے نہ لغت۔ اب ہم اتفاق کرتے تو کیونکر؟۔

بجائے اس کے کہ آپ خود یہ تعریف گھڑتے لغت سے لفظ نبی کی تعریف کر دی ہوتی۔ یہاں پر چونکہ اس کا موقع نہیں اس لئے اس کو نظر انداز کرتا ہوں، گو مولانا نے جہاں پر ختم نبوت کی بحث شروع کی ہے وہاں میں اسکو لاؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد آپ نے تیسرے پارے کے شروع کی آیات درج فرمائی ہیں جس کا موضوع بھی نہ معلوم ہوا۔ اس میں ایک جملہ "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ" اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر کر کے لفظ "رفع" کے معنی بتائے کہ اس کے معنی یہی درجات کا بلند ہونا ہے، کیونکہ وہ عالم الغیب خوب جانتا تھا کہ ایک وقت مسلمانوں پر ایسا آنے والا ہے جس میں یہ حضرات "رفع" کے معنی عجیب غریب تراشیں گے۔ اس لئے قرآن کریم میں اُس نے یہ الفاظ درج کر دئے۔

آپ نے صفحہ ۲۲ پر خصائص نبوت میں وحی اور نزول ملائکہ پر زور دیا ہے۔ مگر سورۂ نحل کی آیت ینزّل الملٰئکۃ بالرّوح من امرہ علی من یشاء من عبادہٖ سے آپ کا دعویٰ مطلق ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ عباد اور رسل میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے رویت یعنی خدا کا دیدار اس زندگی میں قرآن کریم سے ثابت نہیں۔ اس کے خلاف ایک آیت سورۂ شوریٰ میں موجود ہے۔ جو اپنے وقت پر درج کی جائیگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

مجھ کو تعجب ہے کہ آپ جگہ جگہ "اکثر انبیاء" تحریر فرماتے ہیں حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر قرآن کریم اور احادیث کا مجموعہ آپ سے چھین لیا جائے، تو آپ انبیاء کی نبوت ہی ثابت نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد ہمارے مکرم مولانا نے مکالمۂ الٰہی پر خامہ فرسائی کی ہے۔ تعجب ہے کہ فضولیات میں صفحون کے صفحے رنگنے والا ایک صفحہ پر قناعت کرے۔ مکالمۂ الٰہی کے تذکرے میں ہم سورۂ شوریٰ والی آیت کو درج کرتے ہیں، کیونکہ یہی اس کا موقع ہے۔ پہلے میں مولانا کا ترجمہ درج کرونگا۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (شوریٰ)

ترجمۂ ندوی۔ "کسی بشر کی یہ تاب نہیں کہ خدا اس سے دو بدو بات کرے لیکن وحی کے ذریعے سے یا پردے کی آڑ سے یا یہ کہ وہ قاصد کو بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہتا ہو آدمی کو پہونچا دیتا ہے۔"

اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں مکالمۂ الٰہی کی تین صورتیں بیان

ہوئی ہین - کلام بالوحی - کلام پس پردہ - کلام بذریعہ قاصد و فرشتہ۔

اس مین سب سے بڑی خوبی یا عیب یہ ہے کہ عربی متن مین بھی وحی کا لفظ ہو ترجمہ مین بھی وحی کا لفظ ہے - اسکے بعد شرح فرمائی گئی اس مین بھی وحی کا لفظ موجود ہے، اور کسی ایک جگہ بھی اس امر کی کوشش نہین کی گئی ہو کہ وحی کے معنی بتائے جائین - اس کے یہ معنی ہین کہ کوئی پوچھے کہ "بندر کسے کہتے ہین"؟ تو جواب دیا جائے کہ بندر کو - اور اُلّو کسے کہتے ہین؟ تو جواب دیا جائے اُلّو کو - غرضکہ حقیقت کسی پر آشکارا نہ کیجائے - اس سے اچھا ترجمہ ہمارے ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے کیا ہو وہ فرماتے ہین "اور کسی آدمی کی تاب نہین کہ خدا اس سے دو بدو ہو کر کلام کرے مگر الہام کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو اُسکے پاس بھیجدیتا ہے"

مکرم مولانا! عوام الناس (اور مین تو یہ بھی کہون گا کہ خواص الناس بھی جسمین آپ بھی شامل ہین) وحی کا نام سنکر گھبرا جاتے ہین - حالانکہ اس جگہ تینون قسمون کو وحی کے نام سے تعبیر کیا ہے - وحی کے لغوی معنی صرف اشارے کے ہین "الا وحیاً" مین عام خوابون کو بیان فرمایا ہے - "من وَّرَآءِ حِجَابٍ" بھی ایک قسم کی وحی ہے جو اولیا اور اہل اللہ کی وحی ہے جن کے اکثر مکاشفات وغیرہ تعبیر طلب ہوتے ہین - جب تک تعبیر کا وقت نہو اُنپر حجاب ہوتا ہے - تیسری قسم وحی کی نمبر ۳ ہے - یہ وحی "وحی متلو" ہے - اسکی عبارت بھی اگلی دو قسمون کی وحی کی عبارت سے زیادہ ہو اس مین احکامات (اوامر و نواہی) ہوتے ہین - اسمین کسی قسم کے مغالطے کا اندیشہ نہین ہوتا - اس کلام کی اللہ تعالیٰ پوری حفاظت فرماتا ہے - ملائکہ کا پہرہ ہوتا ہے شیطان یا (انکی جمیع) قوت فکریہ وہمیہ خیالیہ عادات طبائع اس مین کسی قسم کی

دست اندازی نہین کر سکتے - کیون جناب مولانا! آپ کی سمجھ مین آیا کہ آپ کی بات مین اور میری بات مین کس قدر فرق ہے ؟ -

صفحہ کے آخر مین آپ نے اپنے اُستاد کی نقل مین ایک عبارت لکھی ہے جو مین من وعن نقل کرتا ہون :- " واقعۂ معراج مین وہ مرتبہ بھی پیش آیا جہان حبیب و محبوب کے درمیان قاصد و پیامبر سرے سے بیگانہ تھے جہان زمان و مکان اور جلوہ و نگاہ کی شرکت بھی مخل تنہائی تھی - جہان نہ کوہ سینا تھا نہ برق طور، دشت ایمن تھا نہ نخل وادی، صوت سرمدی سامعہ نواز تھی اور حقیقت محمدی گوش سامع فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی - (ترجمہ) پھر اس نے اپنے بندے سے چپ چاپ باتین کین جو باتین کین " - یہ عبارت صداقت اور راستی سے بہت دور ہے - معلوم نہین کہ اس عربی عبارت مین "چپ چاپ" کس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ؟ -

مولانا نے یہ سوچ لیا تھا کہ مسلمان عربی تو جانتے نہین جو چاہو وہ لکھدو ترجمے تو موجود ہین مگر میرا جیسا عربی کے لحاظ سے اُمی محض اسقدر ضرور ٹٹول لیتا ہے کہ کس لفظ کے کیا معنی ہین - ان سب امور کے فیصلے کے لئے مین سورۂ نجم کے کل آیات درج کئے دیتا ہون اور ساتھ ہی ترجمہ، ناظرین خود فیصلہ کر لین گے -

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ	" ستارے کی قسم جب وہ ٹوٹتا ہے کہ تمھارے رفیق نہ تو بھٹکے
وَمَا غَوٰی ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ	نہ بہکے اور نہ اپنی خواہش نفسانی سے باتین بناتے ہین
الْهَوٰی ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی	وحی ہے جو اُن پر نازل ہوتی ہے - اُنکو تعلیم کرتا ہے جسکی
عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّةٍ	طاقتین زبردست ہین اُسکی قوت زبردست ہے کہ جبوقت
فَاسْتَوٰی ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی	وہ ایک اچھی (دیکھی) جگہ مین تھا سادیکا سا اکھڑا ہوا، پھر

ثُمَّ دَنیٰ فَتَدَلّٰیo فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰیo فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰیo

نزدیک ہوا اور جس کا کہ دو کمان کے قدر کا فاصلہ رہ گیا، بلکہ کم، اُس وقت خدا نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی۔

اس میں نہ صوت سرمدی کا ذکر ہے نہ اُس کی سامعہ نوازی کا اور نہ کچھ۔ اِن شاعری کی بات علیٰحدہ ہے۔

کرم مولانا نے صفحہ ۲۹ سے وحی کو لیا ہے۔ اور ایک ورق کے اندر اتنی باتیں لکھ گئے ہیں کہ "شد پریشان خواب من از کثرتِ تعبیرہا"

وحی کے معنی آپ نے کثرت سے دیے ہیں۔ لکھا ہے "خط اور کتابت، حکم دینا، چھپا کر بات کرنا، اشارہ کرنا، آواز فطری، حکم، دل میں بات ڈال دینا، چپکے بات کرنا" چپکے بات کرنے کی آپ نے مثال بھی دی ہے جو میں آپ لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔

مولانا فرماتے ہیں کہ "چپکے بات کرنا یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ "یہ ایک دوسرے کو چکنی چپڑی بات وحی کرتے ہیں" "وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ" اور یہ شیطان لوگ اپنے دوستوں کو وحی کرتے ہیں"۔

لیکن اس چپکے بات کرنے کا آپ لوگوں کو مزا آئیگا جب تک میں تقابل کے لئے مولانا کا بیان مندرجہ صفحہ ۲۸ پھر نہ درج کردوں:-

"صوت سرمدی سامعہ نواز تھی اور حقیقت محمدیؐ گوش سامعہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (نجم) پھر اُس نے اپنے بندے سے چپ چاپ باتیں کہیں جو باتیں کہیں"۔

ناظرین! دونوں کو ملا کر پڑھئے اور غور کیجئے کہ حضرت ختم المرسلین صلعم کی کس قدر

عزت افزائی فرمائی گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امتِ احمدؐ نہان دارد ودصید اندر وجود

می تواند شد مسیحا می تواند شد یہود

اے مولانا ندوی! آپ نے اگر صحیح بخاری کی اس حدیث پر غور کر لیا ہوتا جو آپ نے درج کی ہے تو آپ پر وحی کے معنی کھل جاتے۔ سورۂ شوریٰ مین جو تین قسمین وحی کی ہین اُس مین پہلے لفظ وحی کے معنی "خواب" کے ہین۔ جو بخاری کی اس حدیث سے ہی ثابت ہوتے ہین۔

صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱ پر مولانا نے ایک جملہ لکھا ہے جس کو مین اس جگہ نقش شیخ کے فقرے درج کرتا ہون۔ "اور جانورون کا اپنے حرکات سے اپنا مطلب ظاہر کرنا سب اس کے معنی مین داخل ہے" تو کیا اور کانگڑے کے مینڈکی بد مستیان بھی وحی ہونگی؟۔

مولانا! آپ نے صلصلۃ الجرس کے سمجھانے کی ناحق کوشش کی۔ ہاتفِ غیب یا منادی غیب "لم تقولون مالا تفعلون" کے ایجادات مین سے ہے۔ بخاری مین پہلے پارے مین جو وحی کے حالات درج ہین وہ اہل ذوق کے لئے کافی ہین اور اس مین موشگافی سے کام نہین چلتا ہے۔ حافظ ابن قیم نے جو وحی کے قسمے کئے ہین اس کا ان کو کوئی حق نہ تھا۔ سورۂ شوریٰ مین کافی درج ہے اور اہل بصیرت کو اس سے زیادہ ضرورت نہین ہے۔

صفحہ ۲۴۰ سے ملائکہ کا ذکر ہے۔ ہمارا تو یہ خیال تھا کہ شاید ان حضرت کا ملائکہ پر ایمان بھی نہو۔ ہم نے انکے گروہ کے لئے تو بہت سی باتین سُنی تھین لیکن ہمارا جملہ ہے

"واذکروا مو تکم بالخیر" اس لئے ہم اس کو نظر انداز کرتے ہین۔ مگر ایک لطیفہ ضرور عرض کرین گے۔ صفحۂ ۲۳۹ پر جبریلؑ کے قوتی کی تعریف "علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی (اس پیغمبر کو بڑی قوتون والے اور بڑی طاقت والے نے تعلیم دی ہے) لیکن یہ بڑی طاقت والا صفحۂ ۲۴۰ پر اسقدر کمزور ہو جاتا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیے :۔ "آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُس نے پکڑ کر مجھ کو اتنا دبایا کہ وہ تھک گیا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ۔ مین نے پھر وہی جواب دیا۔ اُس نے مجھے اتنا دبایا کہ وہ تھک گیا اور چھوڑ دیا۔ یہی عمل اُس نے تیسری دفعہ کیا"۔

مجھ کو تعجب ہے کہ "علمہ شدید القوی" والا "انا بشر مثلکم" کو دباتا ہے اور تھک جاتا ہے کہین روایت اُلٹ تو نہین گئی ہو۔ چونکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ تھکا تو جبرئیل بے چارا لیکن لرزہ براندام ہوئے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کمل اوڑھ لیا۔

صفحۂ ۲۴۳ پر آپ فرماتے ہین کہ حضرت رسول کریم صلعم نے جبریلؑ کو دو مرتبہ اپنی اصلی شکل مین دیکھا۔ ایک تو معراج مین سدرۃ المنتہی کے پاس اور دوسری دفعہ اس دنیا مین۔ سید سلیمان ندوی ہرگز یہ غلطی نہ کرتے اگر انھون نے اس جلد کے لکھنے کے قبل "مدارج النبوۃ" کو پڑھ لیا ہوتا۔ کیونکہ کوئی فرشتہ اپنی جگہ چھوڑ کر اس دنیا مین کبھی نہین آسکتا ہے۔ ہان یہ اجسام متمثل ہوا کرتے ہین۔

آپ نے بارہا احادیث مین دیکھا ہے کہ جبریلؑ دحیہ کلبیؓ کی شکل مین آتے تھے اسکے یہ معنی ہین کہ متمثل ہوکر آیا کرتے تھے۔ مگر تمثل سے شاید آپ چونکتے ہین؟

اس حصۂ مضمون مین جناب مولانا نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے اکثر روایتین

نقل کی ہین - شیخ احمد وکیل جے پور جو کسی زمانہ مین سنی المذہب تھے مگر بعد مین شیعہ ہو گئے
تھے اپنی ایک کتاب مین جس کا نام مین بھول گیا ہون اور جو مجھ کو میر فدکی مرحوم نے
دکھائی تھی جو خود بھی شیعہ تھے یون تحریر فرماتے ہین کہ :- "ابوذر غفاری یکے از اجلۂ
صحابہ بود" - شیعہ تو ان کو بے از اجلۂ صحابہ کہین گے کیونکہ یہ اُن چھہ مومنین مین سے
ہین جن کے بعد پھر کوئی مومن ہی نہین ہے (ابوذرؓ - سلمانؓ - مقدادؓ - علیؓ - اور دو
کے نام مین بھول گیا کسی شیعہ سے پوچھ لیجئے) مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو بوجہ اس کے کہ ان کے بعض خیالات موجودہ بالشویک حضرات کے سے تھے جو کوئی
دولت جمع کرتا تھا اُس سے دست و گریبان ہو جاتے تھے - ان ہی بدنیتی سے کچھ فاصلہ
پر ان کو نظر بند کر دیا - میرا بھی خیال یہ ہے کہ بعض وقت وہ عقل سے کام نہ لیتے تھے
بس ایسی روایات کو اگر سید سلیمان ندوی ذرا احتیاط سے قبول کرتے تو اچھا تھا بیشک
وہ قدیم الاسلام تھے اور بہت پایہ کے بزرگ تھے - مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ
انھون نے ہر بات کو ویسا ہی سمجھا ہو جیسی کہ اُن سے بیان کی گئی -

صفحہ ۵۰۲ پر آپ نے جو حدیث درج فرمائی ہے کہ حضرت فاطمہؓ جنتی بیبیون کی
اور حسنؓ و حسینؓ جنتی جوانون کے سردار ہین - اسکی نزول ملائکہ مین کیا ضرورت پیش آئی
تھی - حدیث مین یہ امر متفق علیہ ہے کہ وہ لوگ جو سن کہولت کو پہونچ گئے ہین اُن کے
سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہونگے - اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے یہ دوسری حدیث کیون
درج کی؟ اور آپکے درج کردہ حدیث کے مقابلہ مین مجھے یہ حدیث کیون لانی
پڑی ؟ اس کے بعد مولانا نے صفحہ ۵۰۳ سے عالم رؤیا کا ذکر فرمایا ہے جس کے
بابت مین آگے کچھ عرض کرون گا -

صفحہ ۱۵۲ سے جناب سید سلیمان ندوی نے عالم رویا پر بحث کی ہے اور پہلے ہی پیراگراف مین یہ ثابت کر دیا ہے کہ آدمی جو کچھ جاگنے کی حالت مین کرتا ہے سنتا ہے یا دیکھتا ہے وہی خواب مین دیکھا کرتا ہے۔ اور نیند مین چونکہ بعض وقت استغراق نہین ہوتا اس لئے وہ مناظر خواب کو یاد رکھ لیتا ہے۔ لیکن آیت پیش کی ہے سورہ فتح کی لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق۔ یعنی خدے تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول نے جو خواب دیکھا وہ سچ ہے۔ اس خواب کی تفصیل سورۂ فتح مین موجود ہے۔ اور ہجرت کے بعد اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہین آیا۔ پھر معلوم نہین کہ ہمارے رسول کریم صلعم نے حسب تحریر سید سلیمان ندوی کیونکر دیکھ لیا۔ یا دیکھا۔ اور تم تو یہ ہے کہ بعد مین ویسا ہی ہو بھی گیا۔

اب یا تو خواب کی تعریف بیان کردہ سید سلیمان ندوی غلط ہی نہین ہے غلط کا باپ ہے یا آیت غلط ہے۔ اسمین جو بات پسندیدہ ہو رکھ لی جائے۔ کمال یہ کیا ہے کہ اوپر کے خیال کو فلسفۂ قدیمہ کا فرسودہ خیال ظاہر کیا ہے اور اس کے بعد یہ فرماتے ہین کہ اب جدید ترقی مین نظریہ یہ ہے کہ ہم عالم بیداری مین اپنے جن خیالات جذبات اور ارادون اور تمناؤن کو جان کر یا بے جانے یا کسی سبب سے دبا دیتے ہین عالم خواب مین جب ہمارے عقل اور احساس کی جابرانہ حکومت ان سے اٹھ جاتی ہے تو ان کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ کیا اس نظریہ کے باعث یہ بات پیدا نہین ہوتی کہ ہمارے رسول کریم صلعم فتح مکہ کا خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے اور کسی سبب سے ظاہر نہین کرتے تھے۔ ایک دن سو گئے تو وہی بات خواب مین نظر آ گئی؟ قرآن جائے کیا محمد دعقائد مین۔

اسی صفحہ پر آپ نے ایک عجیب وغریب لفظ تصنیف فرمایا ہے یعنی "عرفائے روح"

یعنی "روح کے جاننے والے" معلوم نہیں یہ لفظ کہاں سے پیدا کیا گیا؟ -
لوگ کہتے ہین کہ کھانے مین نمک مزا دیتا ہے لیکن اگر نمک ہی نمک رہجائے تو
پھر کھانا بدمزا ہوجائیگا - سید سلیمان ندوی نے اپنے استاد کے تتبع مین کتاب کے نادہ حصے
کو استعارات سے بھر دیا ہے - اور یہی اصلی وجہ کتاب کے موٹے ہونے کی ہے "قرب
چیزے دگر آماس چیزے دیگر است" پس ان مین آماس ہی آماس ہے - آپ کا ذیل کا
فقرہ انھین امور سے پُر ہے :-

" عرفاے روح اس خواب پریشان یا اوہام دماغی کے منکر نہیں ہین لیکن
رُویا کی حقیقت انکے نزدیک کچھ اور ہے - وہ کہتے ہین کہ انسان جسم و روح سے عبارت
ہے ، روح جبتک جسم کے اندر ہے اس کے جلوہ نمائی کے دو رُخ ہین - جسمانی اور
روحانی - اپنے جسمانی دروازے سے جب آتی ہے تو اس کو جسم کے مادہ کی سطح پر رنگارنگ
کے نقش و نگار اور گلکاریان نظر آتی ہین - یہ اس کے وہ تعلقات اور دلچسپیان ہین جو
اسکی اس جسمانی اور مادی عالم کے ساتھ قائم ہین - لیکن اس کے پیچھے ایک دوسرا دروازہ
ہے جہان سے وہ روحانیت کے عالم کی سیر کر سکتی ہے - جس قدر اسکا تعلق اُنس ،
دل بستگی ، شیفتگی اور مشغولیت (کل مترادف الفاظ ہین خیال رہے) عالم جسم سے زیادہ
ہوگی - اسی قدر دوسرے عالم کی طرف سے فراموشی ، غفلت اور بے تعلقی زیادہ ہوگی -
حالت خواب مین روح کی ظاہری مصروفیتین چونکہ کم ہوجاتی ہین - اس لئے اسکو دوسری
کھڑکی کی طرف جھانکنے کی فرصت مل جاتی ہے اور پھر روح کو جس قدر تعلقات خارجی
سے بیگانگی زیادہ ہوتی ہے - شہرستان ملکوت مین (جس سے نہ آپ واقف ہین نہ
آپکے پیرو مرشد) اسکی سیر بہت آگے تک اور بہت دور تک ہے - اور وہان کے تمثیلی

مناظر و مشاہدات (حق بر زبان جاری۔ بھلے آدمی! جب وہان کے مناظر اور مشاہدات تمثیلی ہین توپھر آپ اُن کو اصلی منوانے کی فکر مین کیون ہین؟ علماے اسلام نے یہ حرکات نہ کی ہوتین تو آج اسلام آماجگاہ اعتراضات نہوتا۔ کاش اب بھی سمجھ آجائے) سے اسکی اطلاع اور واقفیت زیادہ صحیح اور پکی ہوتی ہے۔ جو روحین کچھ اس عالم جسمانی کی بندشون مین رہکر بھی ان مین گرفتار و مقید نہین انکے لئے عالم بیداری بھی اقلیم روح کی گلگشت سے مانع نہین۔ اسی کا نام مشاہدہ اور مکاشفہ ہے"

بندہ پرور! اسی کا نام غلطی کرنا ہے، مشاہدہ اور چیز ہے اور مکاشفہ اور چیز ہے مولانا سلیمان! ایک لڑکا تھا اُس کو اُستاد نے ترجمہ کرنے کو دیا۔ اُس مین مچھر کا لفظ آتا تھا۔ اُس غریب کو اس کا ترجمہ نہین آتا تھا اُس نے مچھر کا ترجمہ FLY (فلائی) کر دیا۔ استاد نے بجاے ایک نمبر کاٹنے کے دو کاٹ لئے۔ لڑکے نے جب چین چین کی تو اُستاد نے جواب دیا کہ تم کو مچھر کی انگریزی نہین آتی تھی مگر ساتھ ہی "فلائی" کی اُردو بھی نہین آتی تھی۔

اب تمثیلی مناظر و مشاہدات کو آپ مشاہدہ و مکاشفہ فرماتے ہین جس کے معنی یہ ہین کہ آپ نہ تو تمثیل کے معنی جانتے ہین اور نہ مشاہدہ اور نہ مکاشفہ کے۔

گر ہمین مکتب است واین مُلّا کار طفلان تمام خواہد شد

عالمِ رویا کے بیان مین آپ نے موت اور نیند کا ذکر کیا معلوم نہین کیون؟ - لاریب عربی مین "احلام" اور "رویا" دونون آتے ہین۔ اور یہ آپ کی زبان کی کم مائگی ہے کہ دونون کا ترجمہ "خواب" کیا جاتا ہے۔

آپنے سورۂ بنی اسرائیل سے لیکر آیت وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى درج کی ہے (اگرچہ بیکار او بے کار) مگر مجھ کو مزا آگیا۔ اس مزے کو اہل بصیرت ہی سمجھ سکتے ہین اس کے بعد مولانا نے اگرچہ زائد جگہ یہ التزام کیا ہے کہ اصل عبارت عربی کی تحریر کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن جب آپنے یہ بیان دیا ہے کہ "نبوت اور رسالت ختم ہوگئی لیکن ایک چیز باقی رہگئی ہے اور وہ مبشرات ہیں" تو آپنے اصل عبارت نہین دی۔ صرف حاشیہ پر "صحیح ترمذی کتاب الرویا" لکھدیا ہے اب ہم اصل حدیث درج کرتے ہین وہ یہ ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اس مین جناب مولانا نے کس لفظ کا ترجمہ رسالت کیا ہے؟

صفحہ ۲۵۵ مین آپ فرماتے ہین "معراج کے ذکر مین ہے کہ آپ اس حالت مین تھے کہ آپ کی آنکھین سوتی تھین" مگر جب مولانا معراج کا ذکر تحریر فرمائین گے تو اس فقرے کو بھول جائین گے۔

اس کے بعد آپنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رویا کا ذکر کیا ہے مگر آپ بھول گئے "سیرۃ النبی" کے جلد اول مین آپکے استاد کیا فرما گئے۔ اوپر مین ایک فقرہ درج کرچکا ہون جس مین مولانا تمثیلی مناظر کے قائل نظر آتے ہین۔ مگر دہریت کی رگ جب اچھلی تو صفحہ ۲۵۶ مین اس سے انکار کر گئے۔ فرماتے ہین "بہرحال اس (عالم برزخ یا عالم مثال) کا مستقل وجود ہو یا نہو (پس آپ مذبذب ضرور ہین) مگر الخ۔

صفحہ ۲۵۷ سے ۲۶۰ تک آپ نے حضرت ختم المرسلین صلعم کے خواب درج فرمائے ہین مگر صفحہ ۲۶۱ مین پھر او بج کی لی ہے ملاحظہ ہو "ایک شب کو جب آپ مصروف نماز تھے جمال الٰہی بے نقاب ہوکر سامنے آگیا" اسکا ثبوت قرآنی دکھا دے

ورنہ آپ کی شاعری ہے - اسی کے بعد آپ نے صفحہ ۲۶۲ پر مسیح ابن مریمؑ کو بھی دیکھا اور
دجال کو بھی دیکھا - "مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کا رنگ گندم گون تھا بہتر سے
بہتر گندم گون آدمی جو تم نے دیکھا ہو اُس کے گیسو پڑے ہوئے تھے بہتر سے بہتر گیسو جو
تم نے دیکھے ہون کنگھی سے بال درست کئے ہوئے تھے اور اُن سے پانی کے قطرے
ٹپک رہے تھے - دو آدمیون کے کندھون پر ہاتھ رکھکر وہ طواف کر رہا تھا - مین نے
پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا مسیحؑ ابن مریمؑ - مین ادپر دیکھنے کو مڑا تو اُن کے پیچھے
ایک اور آدمی نظر آیا سرخ رنگ موٹا جھدا - بالون مین بہت گھونگھر پڑے ہوئے
ایک آنکھ سے کانا - آنکھ ایسی معلوم ہوتی تھی کہ جیسے اُبھرا ہوا انگور ہے - مین نے پوچھا
یہ کون ہے؟ معلوم ہوا دجال ہے"

مولانا نے شروع یون کیا ہے :- "رات مجھے ایک رویا دکھایا گیا ہے" - ہے
تو یہ رویا مگر مولانا اور کل مسلمان یہ پسند نہین کرتے کہ اس کی تعبیر کی جائے - ایسی عقلون
کا کیا علاج ہو؟ آپ لوگ اس حلیہ کو یاد رکھین صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ مین آپنے ایک رویا
کو تمام وکمال درج کیا ہے جسپر جرح کی ضرورت نہین ہے -

صفحہ ۲۶۵ سے آپنے مشاہدات و مسموعات عالم بیداری کا ذکر کیا ہے - ہمارے
مولوی سید سلیمان ندوی نے کوئی نیا مضمون ایسا نہین شروع کیا ہے جس میں انہون
نے زبردست ٹھوکر نہ کھائی ہو - اور ہر ہر صفحہ بلکہ ہر ہر سطر پر اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ
ایک وقت ایسا آئیگا کہ مسلمان یہود صفت ہو جائین گے اور قرآن اُن کے حلق
کے نیچے نہ اُترے گا - آپ فرماتے ہین کہ "انبیا علیہم السلام کے خواب یا عام ذہن
انسانی کے حواس سے زیادہ لطیف ہوتے ہین یا ہمارے حواس کے سوا آنکے کچھ اور

حواس ہوتے ہین جن سے عام انسان اسی طرح بیگانہ ہین جس طرح مادرزاد نابینا ایک تیز نگاہ نوجوان کی قوت بینائی اور لطف نظر سے ناآشنا۔"

اس ہین انکی شاعری کو چھوڑ کر اگر غور کرتا ہون تو اسکا خلاصہ یہ ہے کہ نبی میں عام انسانون سے کچھ زیادہ ہوتا ہے لیکن سردار انبیا کہتا ہے:۔ "انا بشر مثلکم" یعنی کوئی چیز زیادہ اور کم نہین ہوتی مگر موجودہ سردار المصنفین کو اختلاف ہے۔

سلیمان ندوی اس کے بعد یہ ظاہر کرتے ہین کہ "جبریل ع اپنی اصلی شکل مین حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ سلم کو نظر آئے" مگر کیا یہ سچ ہے؟ اگر مولانا ایک نظر بھی مدارج النبوۃ کو دیکھ لیتے تو یہ نکتہ حل ہوجاتا۔ جبرئیل ع اس دنیا مین آئے ہی نہین مگر جب آئے متمثل ہوکر مگر جو شخص تمثل، مشاہدہ، مکاشفہ کو ایک سمجھے اس کو کیونکر سمجھاؤن؟۔

رویا اور بیداری کے بیانات مین مولانا ندوی نے آپ کے مکاشفات کا ذکر کیا ہے اور تمثیل کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اس کو سمجھے ہونگے کیونکہ صفحہ ۱۰۲ سے اس معرکۃ الآرا بحث کا ذکر ہے جس کو عرف عام مین معراج سے تعبیر کرتے ہین۔ قبل اس کے کہ ہم معراج مندرجہ کتاب ندوی پر بحث کرین بہتر یہ سمجھتے ہین کہ ہم اس پر ایک تمہیدی نوٹ دے دین۔

مولانا ندوی نے جو عنوان قائم کیا ہے وہ اس طرح پر ہے:۔ "اسرا یا معراج" اور چونکہ وہ جانتے تھے کہ زیادہ تر لوگ میری طرح عربی سے امی محض ہین اس لئے جو کچھ لکھدیا جائیگا وہ صحیح سمجھا جائیگا۔ بادی النظر مین اس سے یہ معنی ہوگئے کہ اسرا لفظ معراج" ایک چیز ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ "اسراء کے معنی رات کو چلانے اور لیجانے کے ہین"۔ مجھکو ڈر ہے کہ لوگ معراج کے معنی بھی یہی نہ سمجھ لین۔

مولانا ندوی ایک عجیب بات اور فرما گئے ہین کہ معراج عروج سے نکلا ہے جس کے معنے اوپر چڑھنے کے ہین۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ "مولانا ندوی کو بہت عروج ہوا" تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ آسمان پر چڑھائے گئے۔ گر سواری کے معاملہ مین خاموش رہونگا کہ براق کی جگہ کیا سواری تھی۔

ہمارا التمہیدی نوٹ آپ حضرات اپنے ذہن مین رکھین کیونکہ اس سے آگے چل کر ہم کو اس مسئلہ معراج کے بیان کرنے مین بہت مدد ملے گی۔

سورۂ بنی اسرائیل کی سورہ ہے اور اس مین "اسرا" کا لفظ آتا ہے۔ علماے اسلام نے ان آیات کو لے کر عجیب عجیب باتین پیش کر دی ہین اور واقعۂ معراج کو لیکر طبع آزمائیان بھی کی ہین۔ مگر یہ یاد رہے کہ قرآن کریم کوئی پہیلی یا معمہ نہین ہے۔ آپ اسکو اچھی طرح سمجھ لین کہ ان آیات مین نہ تو کسی معراج کا ذکر ہے اور نہ خیر سے یہ لفظ ہی اس جگہ موجود ہے۔ اس سورۃ مین منکرین کا ایک عجیب سوال درج ہے اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ جس کے معنی ہین "اگر تو آسمان پر چڑھ جائے"۔ پس اگر وہ معراج جس کا ذکر ہمارے نادان دوست (علما) کیا کرتے ہین سچ ہوتی تو اس کا حوالہ دے دیا جاتا۔ مگر اس کے خلاف جواب دیا گیا ہے تو یہ جواب دیا گیا کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (کہدو کہ میرا رب پاک ہے کیا مین ایک بشر رسول کے علاوہ کچھ اور ہون؟) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نوعیت سے معراج نبوی صلعم بیان کیجاتی ہے بیان اس کی تصریح نہین ہے۔ گر سوال یہ ہے کہ معراج ہوئی یا نہین؟ اس کا

جواب یہ ہے "میرا اعتقاد اور ایمان ہے کہ معراج ہوئی اور بڑی شوکت وجلال سے ہوئی، اور معراج جسمانی ہوئی جس کو ہم آگے چل کر عرض کرینگے کہ وہ کیا ہے۔ مگر مولوی سید سلیمان ندوی اس کو عجیب و غریب شاعری کے رنگ میں شروع کرتے ہیں :۔

"اسوقت تمام مادی پردے آپ کی آنکھوں سے اٹھا دئے جاتے ہیں۔ قیود زمانی اور مکانی کی تمام فرضی بیڑیاں ان کے پاؤں سے کاٹ دی جاتی ہیں آسمان وزمین کے مخفی مناظر بے حجابانہ ان کے سامنے آتے ہیں اور وہ اس کے بعد نور کا حلہ بہشتی پہن کر فرشتوں کے روحانی جلوس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں" کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس فرضی معراج کے وقت آپ کو حلہ بہشتی ملا کرتا تھا اور اس سے قبل وہ گندے ہوتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے۔ پورا پیراگراف اسی لغو شاعری سے مملو ہے۔

آگے چل کر مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ "مجوس اپنے پیمبر زردشت کے متعلق بھی معراج کا ایک طویل افسانہ سناتے ہیں جس میں زیادہ تر آنحضرت صلعم کے واقعات معراج کی نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔"

یہ ایسی لغویات مولانا نے تحریر فرمائی ہے جو ان کے قلم سے زیبا نہ تھی۔ اول تو مجوس زردشت کے بارے میں کوئی واقعہ معراج کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ ہاں وہ معراج کے اگر مدعی ہیں تو ان دا دیرافت کے لئے۔ پھر اگر نقل کی جاسکتی ہے تو آپ کے لئے کی جاسکتی ہے کیونکہ آپ کے رسول کا زمانہ بعد کا ہے۔ لیکن اس کے پہلے آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ ہر نبی کو معراج ہوتی ہی۔ پس اگر ایران کے کسی نبی کو معراج ہوئی تو اس میں آپ کی

ہتک کیونکر ہوگی؟ کیونکہ اگر ہر ملک مین نبی آسکتے ہین اور آئے تو ان کے مدارج کے لحاظ سے ان کو معراج بھی ہوسکتی ہے۔ یہ تو وہی ہوا کہ مصنف ینابیع الاسلام نے جو حماقت سے الزام آپ پر لگایا ہے وہی الزام آپ نے حماقت سے مجوس و زرتشت کے پیغمبر پر چسپان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ آپ اسمین بھی فیل ہوگئے۔

واقعہ معراج کی تاریخ بیان کرنے مین چار پانچ ورق جناب مولانا نے سیاہ کر دئے ہین مگر کسی نتیجہ پر نہ پہونچے کہ کیا واقعہ ہوا اور کہان ہوا؟ معراج کے بیان کرنے مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی غلام امام شہید کی روح اُتر آئی ہے یا کوئی ایسا مولود خوان آگیا جو ہر قسم کے رطب ویابس مین نمک مرچ لگا کر حاضرین جلسہ کو خوش کرنا چاہتا ہے۔

ایام طفلی سے لیکر جب تک مین ڈاکٹر نہ ہوگیا اُس وقت تک مین ایک لطیفہ سنا کرتا تھا کہ "وہ رحمۃ للعالمین جب دنیا مین آتا ہے تو پانچسو عورتین رشک و حسد سے جل کر مر جاتی ہین" مسلمان چونکہ محفل میلاد کو ذریعۂ نجات خیال کرتے ہین اس لئے ایک شخص نے لکھنؤ مین محفل میلاد منعقد کی۔ اور مجھ کو بھی خوشامد سے لے گیا وہان ایک مولوی صاحب فرنگی محل کے آئے تھے اُنھون نے بیان کیا کہ ڈھائی سو عورتین مرگئین۔ مین نے شکر کیا کہ نصف تعداد رہ گئی۔

مجھ کو امید واثق تھی کہ اُس قسم کی روایتین اس کتاب مین نہون گی۔ مگر "چہ دم بر داشتم مادہ برآمد" والا مضمون ہوا۔ اول تو کل کتاب لغو ثابت ہوئی اور اسمین معراج کا بیان لغو ترین مین اب تک جبریلؑ کو نہایت شریف فرشتہ خیال کرتا تھا۔ مگر دو مرتبہ

اُس نے ایسی لغو حرکت کی ہے کہ اُس کی عزت میرے دل سے جاتی رہی پہلی حرکت کو اُنیس سو سال کے قریب ہو گئے ہین کہ چند بد معاشون نے مسیح ابن مریمؑ کو قید کر کے ایک کوٹھری مین بند کر دیا اور ارادہ تھا کہ صبح کو پھانسی پر لٹکا دین گے۔ تو جبریلؑ آئے اور چھت کا نگران کو لے گئے۔ اور دفعہ ۴۵۰ کے مرتکب ہوئے۔

ہمارا خیال تھا کہ وہ یکبارہ مجرم ہین مگر مولوی سید سلیمان ندوی ہم کو مطلع کرتے ہین کہ جبریلؑ اسی جرم کے دوبارہ مرتکب ہوئے۔ آپ فرماتے ہین کہ:۔ "صحیحین مین حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کہتے ہین تھے کہ آپؐ کے گھر کی چھت کھلی (یعنی کاٹی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون) اور جبریلؑ نازل ہوئے" کیونکہ ان کے پاس دوسرا ذریعہ تشریف آوری کا نہ تھا۔ لاریب۔ ابو ذرؓ سابق الاسلام ہین، مگر تنقید صعیف کی ان مین بہت کمی تھی۔ ابو بکرؓ بھی سابق الاسلام ہین مگر تعجب ہے کہ اس روایت کا ان کو علم نہ ہو سکا۔

جبریلؑ نے یہی نہین کیا کہ چھت کاٹی، بلکہ انھون نے جناب رسول کریمؐ کے سینۂ مبارک مین چھری تیرا دی یعنی قتل عمد کے مرتکب ہوئے۔

اس کے بعد آپ یعنی سلیمان ندوی حضرت رسول کریم صلعم کو آسمان اول پر لیجاتے ہین جہان ایک دیوانہ بیٹھا ہوا ہے جس کے داہنے بائین بہت سی پرچھائیان ہین جب وہ داہنی جانب دیکھتا ہے تو ہنستا ہے جب بائین جانب نگاہ جاتی ہے تو روتا ہے (اس سے زائد ثبوت دیوانگی اور کیا چاہئے؟)

افسوس ہے کہ اس کتاب مین بھی داستان امیر حمزہ موجود ہے یعنی فرضیت نماز پنجاہ عدد۔ اور وہی موسیٰؑ کے پاس آنا اور ان کا واپس کرنا جس روایت کا خلاصہ

مین نے اوپر درج کیا ہے کہ نہایت معتبر ثابت کی گئی ہے اُنکا تو یہ حال ہو۔ جو غیر معتبر ہونگی اُن کا اللہ ہی حافظ ہے۔

صفحہ ۲۶۳ پر درج ہے کہ "(فرشتے) آپ کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور وہان آنحضرت کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب اطہر کو نکال کر آب زمزم سے دھویا اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان اور حکمت سے معمور لایا گیا جبریلؑ نے اس طشت سے ایمان و حکمت کے خزانے کو لے کر آپ کے سینہ مبارک مین رکھکر اس کو برابر کر دیا"

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے قبل ایمان و حکمت سے آپ عاری تھے۔ اللہ رحم کرے۔

شب معراج کے بیان مین مولوی ندوی نے حضرت مسیحؑ کا حلیہ پھر درج کر دیا ہے اور یہ حلیہ اس حلیہ سے بالکل مختلف ہے جو صفحہ ۲۶۲ پر درج ہے۔

حلیہ صفحہ ۲۶۲	حلیہ صفحہ ۲۸۶
(۱) رات مجھکو دنیا دکھایا گیا۔	(۱) شب معراج مین دیکھا۔
(۲) مین نے دیکھا کہ مین خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہون۔ اسی اثنا مین ایک شخص کو دیکھا جس کا رنگ۔	(۲) بیت المقدس مین دیکھا اور انبیا کے ہمراہ۔
(۳) گندم گون۔ بہتر سے بہتر گندم گون جو آدمی تم نے دیکھا ہو۔	(۳) میانہ قد اور سرخ سپید رنگ تھا
(۴) اس کے گیسو ٹپے ہوئے تھے بہتر سے بہتر گیسو جو تم نے دیکھے ہون۔	(۴) سر کے بال سیدھے اور لمبے تھے لیکن
(۵) کنگھی سے بال درست کئے ہوئے تھے	(۵) معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہین۔
	(۶) عروہ بن ثقفیؓ (صحابی) سے انکی صورت ملتی تھی۔

(۶) اُن سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے — (۷) ""

(۷) دو آدمیونکے کندھوں پر ہاتھ رکھے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا — (۸) یہاں دریافت کی ضرورت نہ تھی۔

(۸) مسیح ابن مریم۔

ان دونوں بیانوں کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو یہ دو آدمی علیحدہ علیحدہ ہیں یا دروغگو را حافظہ نباشد ہے۔

معراج اور اسکی حقیقت قبل اس کے کہ ہم آگے چلیں اس موقع پر عرض کر دیں کہ معراج ہے کیا شے؟ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے بارے میں ہمارے نادان دوستوں (علماء) نے عجیب عجیب موشگافیاں کی ہیں۔ معراج کے بارے میں جس قدر اختلافات ہیں وہ قرآن پر عرض کرنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں معراج کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ ہاں یہ آیت ضرور موجود ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (ہم نے تیرے رؤیا کو جو تجھے دکھائی گئی تھی لوگوں کے لئے کندن بنانے کا ذریعہ بنایا۔) اس سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ معراج جو عام طور سے مشہور ہے یہ دراصل حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ کامیابیوں کا ایک نظارہ تھا جو قبل از وقت آپ کو دکھایا گیا۔ اور احادیث میں جو کیفیت معراج کی بیان کی گئی ہے اُسکے یکجائی طور سے پڑھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ "الرؤیا" ہی تھا۔ چنانچہ صحیحین میں قتادہ۔ انس اور ابن شہاب وغیرہ سے اکثر حدیثیں مروی ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں شہر مکہ میں ام ہانی دختر ابو طالب

وہمشیرہ علیؓ کے گھر مین "سوتا تھا" کے لفظ عجیب اور قابل غور ہین۔

بہرحال ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہین کہ قرآن کریم اور احادیث شریف مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بارے مین جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے اور معراج جسم کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ انسان جو نظارے کرتا ہے وہ جسم ہی کے ساتھ کرتا ہے۔

پھر اسی حدیث مین ایک عجیب بات واقع ہوئی ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم فرماتے ہین کہ مجھے تین پیالے شراب، دودھ، شہد کے دئے گئے۔ تو مین نے دودھ کا پیالہ لے کر پیا۔ جبریلؑ نے کہا کہ دودھ فطرت یعنی دین اسلام ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج ایک کشفی نظارہ تھا۔ ورنہ دودھ کی تعبیر فطرت یعنی دین اسلام کیون کی جاتی؟ معترضِ اسلام جونکہ اس حقیقت سے نا بلد تھے انھون نے معراج کی حقیقت پر اعتراضات کئے۔ کسی نے کہا کہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر نہین جا سکتا۔ کسی نے کہا سینہ چاک کرنا مشکل ہے۔ یہ اعتراضات حقیقت سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین۔

جبکہ یہ واقعہ معراج ایک رؤیا ہے تو پھر رؤیا کے واقعات کی تفسیر علم الرؤیا سے کرنی چاہیے تھی۔ مگر ان لوگون نے اس سر کو نہین سمجھا۔ ہمارے رسول کریم صلعم کو کشفی رنگ مین یوحنا فقیہ نے بھی دیکھا تھا اور آپ کے معراج کے نظارون کو مشاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ یوحنا $\frac{19}{11-16}$ مین اس طرح پر لکھا ہے:-

"پھر مین نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہون کہ ایک سپید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے۔ اور راستی کے ساتھ لڑائی اور

انصاف کرتا ہے اور اسکی آنکھین آگ کے شعلے کے مانند ہین۔ اور اس کے سر پر بہت سے تاج ہین، اور ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہین جانتا اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے، اور اس کا کلام خدا ہے۔ اور آسمان کی فوجین سپید گھوڑون پر سوار اور سپید اور صاف اور باریک کتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہین۔ اور قومون کے ارنے کے لئے اُس کے منھ سے تیز تلوار نکلتی ہے، اور وہی لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا۔ اور قادر مطلق خدا کی سخت غضب کی مے کے حوض مین انگور روندے گا۔ اور اُس کی پوشاک، اور اُن پر یہ نام لکھا ہوا ہے۔ "بادشاہون کا بادشاہ اور خداوندون کا خداوند"

غرض ان طرح پر یہ مکاشفات ہوتے ہین اور حضور سرور عالم صلعم کا معراج ایک کشفی نظارہ تھا جس مین آپ کی آئندہ تمام کامیابیون کا نقشہ دکھایا گیا تھا۔ علم رؤیا کی اصطلاحین اور لغات چونکہ اور ہین اس لئے ان کے معنی اسی زبان کے محاورات پر کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ طریقہ نہ برتا جائے گا تو سخت ٹھوکر لگے گی (اور لگی اور لگتی جاتی ہے)۔

پس اب مین انھین واقعات کے معانی علم الرؤیا کی لغات کے موافق درج ذیل کرتا ہون، اور آپ کو آنحضرت صلعم کے واقعات زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہون تاکہ آپ دیکھین کہ وہ کس طرح پورے ہوئے۔

رؤیا مین کیا دیکھا اگر دیکھے		اسکی تعبیر علم الرؤیا کے لحاظ سے
(۱) بیت المقدس		(۱) عزت و کامیابی ہو اور تمام زیارت کے

رویا میں کیا دیکھا اگر دیکھے	اسکی تعبیر علم الرؤیا کے لحاظ سے
	علوم اس پر کھولے جائیں ارشاد انبیا ہو
(۲) براق ۔	(۲) گھوڑے پر اڑنا دلیل ہے اس امر کی کہ دین و دنیا کی بزرگی حاصل کرے سفر کے بعد بڑا مرتبہ حاصل ہو ۔
(۳) جبرئیل ۔	(۳) حصول علم کے لئے سفر کرنا ۔ امن پانا اور اعدا پر مظفر و منصور ہونا ۔
(۴) میکائیل ع	(۴) جائز کاموں کا حکم کرے اور ناجائز سے روکے اور عزت حاصل ہو ۔
(۵) آسمان اول پر چڑھنا ۔	(۵) لمبی عمر کی دلیل ہے ۔
(۶) آسمان دوم پر چڑھنا ۔	(۶) علم و حکمت حاصل کرے ۔
(۷) آسمان سوم پر چڑھنا ۔	(۷) دنیا میں عزت و اقبال حاصل ہو ۔
(۸) آسمان چہارم پر چڑھنا ۔	(۸) قرب سلطان اور حصول سلطنت ۔
(۹) آسمان پنجم پر چڑھنا ۔	(۹) جزع فزع اور جنگ مخالفت ۔
(۱۰) آسمان ششم پر چڑھنا ۔	(۱۰) لازوال سعادت و جاہ حاصل ہو ۔
(۱۱) آسمان ہفتم پر چڑھنا ۔	(۱۱) علو قدر میں بے نظیر و بے مثل ہو ۔
(۱۲) آسمان کے دروازے کھلنا ۔	(۱۲) قبولیت دعا اور تحقیق خیر و برکت کی دلیل ہے
(۱۳) اللہ تعالیٰ ۔	(۱۳) ادائے حاجت حصول عزت عنداللہ قوت دین ۔

رویا میں کیا دیکھا اگر دیکھے	اسکی تعبیر علم الرؤیا کے لحاظ سے
(١٤) نزول الرب۔	(١٤) نصرت و مغفرت و توبہ۔
(١٥) عرش۔	(١٥) عزوجاہ۔ مرتبہ ریاست اور رفعت
(١٦) کرسی۔	(١٦) علم صدر رکھے۔
(١٧) لوح محفوظ کو دیکھے۔	(١٧) عالم مومن اور مقبول الکلام ہونیکی دلیل ہے۔
(١٨) آدم علیہ السلام۔	(١٨) بزرگی اور دولت حاصل ہو۔ آدم علیہ السلام سے کلام کرنا تحصیل علم لدنی کی دلیل ہے۔
(١٩) عیسیٰ علیہ السلام۔	(١٩) حکیم ہونے کی علامت ہے۔
(٢٠) یحییٰ علیہ السلام۔	(٢٠) حق تعالیٰ کی طرف سے توفیق خیر عطا ہو۔
(٢١) یوسف علیہ السلام۔	(٢١) قریبی رشتہ دار اسپر الزام لگائیں لیکن انجام میں شرف اور بزرگی حاصل ہو۔
(٢٢) ادریس علیہ السلام۔	(٢٢) کامیاب بلند مرتبہ ہونیکی دلیل ہے۔
(٢٣) موسیٰ علیہ السلام۔	(٢٣) اہل و عیال کیساتھ ابتلا میں پڑے مگر بعد میں حال اچھا ہو جائے اور دشمنوں پر فتح پائے اور اس ملک کا بادشاہ اور سرکش سردار ہلاک ہو۔
(٢٤) فرشتے۔	(٢٤) دلیل ہے کہ بادشاہ بادین و اقبال اور بادیانت ہو اور عالم پرہیزگار۔
(٢٥) سدرۃ المنتہیٰ۔	(٢٥) کل وعدے پورے ہوجائیں۔
(٢٦) انشراح صدر۔	(٢٦) کسی سے ذاتی کینہ نہ رہے اور علوم الہی

رؤیا میں کیا دیکھا اگر دیکھے	اسکی تعبیر علم الرؤیا کے لحاظ سے
	کثرت حاصل ہون -
(۲۷) نہرین -	(۲۷) ترقی دولت و اقبال ہو دونون جہان کی بھلائی حاصل ہو -
(۲۸) جنت -	(۲۸) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے -
(۲۹) طوبیٰ -	(۲۹) دونون جہان کی مُرادین حاصل ہون
(۳۰) شراب -	(۳۰) خوشبو و خوشذائقہ خیر و خرمی و ستائش دین - علم نافع - ذکر الٰہی -
(۳۱) شہد -	(۳۱) علم و دانش - فراخی روزی - قرآن کریم -
(۳۲) دودھ -	(۳۲) فطرت اسلام -
(۳۳) مروارید -	(۳۳) علم و حکمت - پسران و دختران - ترقی دین و دیانت مال و دولت -
(۳۴) قلمین -	(۳۴) امور حق و اوامر اللہ تعالیٰ -
(۳۵) قلب کو چیر کر آب زمزم سے دھونا -	(۳۵) ترقی فہم و عقل کی علامت ہے -
(۳۶) امامت انبیاء -	(۳۶) اسکی امت مین ایسے لوگ ہون جو انبیا کے مثیل ہون -
(۳۷) جنات کا باتین سُننا -	(۳۷) دلیل ہے کہ عظیم الشان لوگ اسکے ماتحت ہو جائین گے -

ان واقعات کی بنا پر آنحضرت صلعم کی زندگی پر جب نظر کیجائے تو یہ معلوم ہوگا کہ یہ تمام امور ہو گئے اور اسپر کوئی دہریہ بھی اعتراض نہین کرسکتا۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ یہ واقعات کیونکر پورے ہوئے؟۔

۱۔حضرت رسول کریم صلعم کی عزت اور کامیابی مین کیا شک ہے؟ اور آپ پہ کل نبیون کے علوم کھولے گئے۔ قرآن کریم کو فِیْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کا مصداق بنایا گیا۔

۲۔براق کے لحاظ سے دین و دنیا کی بزرگی آپ کو بعد سفر عطا ہوئی یعنی ہجرت کی تمام کامیابیون کا پیش خیمہ ٹھہری۔ دین ملا تو ایسا کہ آپ نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کی آواز سن لی اور شرف و بزرگی ایسی ملی کہ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ فَضْلًا عَظِيْمًا آپ کی شان مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۳۔جبرئیل کے رنگ سے آپ مکہ کی بدامنی کی زندگی سے نکل کر امن مین آئے اور پھر مدینے مین جو واقعات پیش آئے آخر تمام بدامنیان امن سے مبدل ہوگئین اور اعدا پر ایسی کامیابی اور فتح وظفر ملی کہ آپ کی زندگی مین آپکے دشمن ہلاک ہوگئے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی پاک صدائین آپ نے سنین اور دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ فتح وظفر آپ کو حاصل ہوئی کہ دنیا مین کسی کو نہین ملی۔

۴۔آپ نے میکائیل کو دیکھا جس کے معنی تھے کہ آپ نیک کامون کا حکم کرین اور برے کامون سے روک دین۔ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ آپکی شان ہے۔ تمام بدیون سے آپ نے روکا اور منع کیا اور تمام نیکیون کی ہدایت کی۔

۵۔کمی عمر آپ کی ظاہر ہے کہ صرف ۶۳ یا ۶۵ سال کی عمر پائی جو کہ تمام انبیاء کے مقابلہ اعمار مین کم ہے۔

۶۔ علم وحکمت آپکو قرآن کریم کے ذریعہ دیا گیا اور "یعلمہم الکتب والحکمۃ" آپکی شان ہو۔

۷۔ دُنیا میں عزت و اقبال جو حاصل ہوا وہ ایک مظاہرہ ہے۔

۸۔ سلاطین کا قرب بھی ظاہر ہے کہ آپکے غلاموں (صحابہؓ) کو سلاطین زمانہ بنا دیا۔

۹۔ جنگ و مخالفت بھی آپکے لئے مفید ہوئی وہ ظاہر ہے۔

غرضکہ جس طرح آپ کو دکھایا گیا تھا اُسی طرح پورا ہوا۔ یہ ہے اصل معراج اسپر کسی شخص کا کوئی اعتراض وارد ہی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس رنگ میں معراج سمجھی گئی اور ہمکو سمجھائی جاتی ہے وہ کوئی حجت پوری نہیں کرتی، ان عجائبات میں داخل ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے علماء میں اختلاف پیدا ہوا اور معترضین نے اسپر اعتراضات بھی خوب کئے لیکن اب جو لکھا گیا ہے وہ صاف صاف بات ہے اور آپکی زندگی کا درخشان حصہ ہے اور یہی معراج اور اسکی حقیقت ہے۔

ناظرین نے ندوی کی اعجوبہ بات بھی دیکھ لی اور سچ بات بھی ہم نے لکھدی۔

صفحہ ۲۸۹ پر ندوی نے پھر رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ کو چھیڑا ہے لیکن یہ امر ثابت شدہ ہے کہ دنیوی زندگی میں رویت محال ہے اور اس امر کو میں پہلے ثابت کر چکا ہوں لہذا اب دوبارہ اسپر کچھ تحریر کرنا تحصیل حاصل ہے۔

آپنے ایک بیان صفحہ ۲۹۱ سے لے کر ۳۰۹ تک درج کیا ہے۔ لیکن اس کے درج کرنے کی ضرورت ہم نے محسوس نہ کی۔ کیونکہ جو کچھ آپنے ۲۷۱ سے لیکر ۲۹۰ تک درج کر دیا ہے وہ اس بیان سے تقریباً غلط ہو جاتا ہے جو آپنے اس کے بعد درج کیا ہے۔ تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ندوی صاحب باین علم و فضل ایک عجیب تذبذب کی حالت میں ہیں۔

صفحہ ۳۱۰ سے آپ نے قرآن مجید اور معراج کا ذکر کیا ہے۔ اب اس کو دیکھنا ہے کہ آپ اس مین کیا فرماتے ہین۔ حضرت کا یہ بیان صفحہ ۳۱۰ سے ۳۲۹ تک ہے اور اگر آپنے جگہ جگہ شاعری نہ کی ہوتی۔ اور اس شاعری کے پردے مین اپنے اعتقادات کو نہ جتایا ہوتا تو ہم کہتے کہ یہ حصہ غنیمت ہے۔ اس لئے ہم نے بھی اسپر زیادہ کاوش نہین کی اور اس کو اسی طرح چھوڑتے ہین

صفحہ ۳۳۰ سے لیکر ۳۴۴ تک آپ نے شق صدر یا شرح صدر پر خامہ فرسائی فرمائی ہے اور جو کچھ فرمائے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مین اسکی کس کس بات کو عرض کرون۔ کیونکہ اس کا تعلق جسمانیات سے بالکل نہین ہے اور نہ فرشتون کو سرجری کی ضرورت ہے۔ انبیا کل کے کل اور حضرت خاتم النبیین صلعم سب سے زیادہ وقت پیدائش ہی سے گناہون اور لغویات سے پاک تھے۔ پس شرح صدر اور شق صدر کے وہی معنی ہین جو مین نے نمبر ۵۳ پر درج کرئے (ملاحظہ ہو صفحہ ۵۰) اور اس سے زیادہ کوئی وقعت نہین ہے۔ جن لوگون کو حضرت ختم المرسلین صلعم کے سینہ مبارک پر ٹانکے نظر آتے ہین جیسے کہ ہم اجسام پر لگایا کرتے ہین وہ انکا افترا یا کم عقلی ہے۔

شرح صدر کی قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان مین درج فرماکے اسکی تشریح بخوبی کردی ہے اس لئے اس سے زیادہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جو مین نے اشارہ کیا اس سے مراد ہے وہ دعا جو آپنے فرمائی رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي اسی طرح أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ سے مراد ہے "سینہ کھول دینا"۔ اس کے معنی چاک کرنے کے ہرگز ہرگز نہین۔ کیونکہ قرآن کریم مین دوسری جگہ خدائے تعالیٰ فرماتا۔ فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ

یشرح صدرہ للاسلام (پس جس کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت دے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے) اس کے یہ معنے ہوئے کہ اسلام کے متعلق سب باتون کی سمجھے ہدایتین اور دلائل دیدئے۔ اسکے علاوہ سب لغویت ہے۔

اس کے بعد ہم معجزہ قرآن - امیت - ذات نبوی صلعم کی حفاظت - لیلۃ الجن کو چھوڑتے ہین کیونکہ اس مین ایک حد تک آپنے وہی روایات درج کردی ہین۔ جو آپ کو ملی - شق القمر کے معاملے مین آپنے وہی امور درج کرئے ہین جو ہم ایام طفلی سے سُنا کرتے ہین - آپ جیسا مولوی اگر اس سے اچھی بات تحریر کرتا تو اچھا تھا غلبہ روم کی پیشین گوئی آپنے اچھی لکھی ہے - اس کے بعد آپ دیگر آیات و دلائل نبوتی (قرآن مجید) کے ذیل مین اصحاب فیل کا ذکر کیا ہے۔ معلوم نہین ہوتا کہ آپ نے "ابابیل" کا کیا ترجمہ کیا ہے - آپ نے لکھا ہے کہ "جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے"۔ اگر یہ "طیرا ابابیل" کا ترجمہ ہے تو ہو سکتا ہے - مگر ابابیل جمع ہے اور اسکا واحد ہے ابیل اس کے معنی ذرا لغت مین دیکھ لیجئے -

صفحہ ۲۹۴ پر آپنے شرح صدر کو پھر دُہرایا ہے اور غلط ہے - اور اسی طرح "اسرا" کے بارے مین آپنے لکھا ہے کہ اُس زمانے مین مہینون کا سفر تھا - اللہ رحم کرے - اس کے بعد آپنے علامات نبوت قبل بعثت مین ذیل کے امور کا ذکر کیا ہے "بتخانون سے غیبی آوازون کا آنا - پھر وہی شق صدر جس مین حضرت انس رضی اللہ تعالی کو سینہ پر زخم کے ٹانکے نظر آئے - جناب رسول کریم صلعم کا بدکاری کی طرف توجہ کرنا (صفحہ ۳۰۱) پتھرون سے سلام کی آواز" اگر یہ سب امور سچ ہین اور محض خوش اعتقادی نہین ہے تو کل مشرکین مکہ کو ایمان لانا چاہئے تھا، مگر وہ ایمان نہین لائے - اور نیز

"یومنون بالغیب" کے یہ خلاف بھی ہے۔

اشیاء مین اثر کے ماتحت آپ نے ستون کا رونا درج فرمایا۔ واقعہ اس کا یون درج کیا ہے کہ پہلے ممبر نہ تھا، تو آپ خطبہ اس ستون کو ٹیک لگا کر دیا کرتے تھے جب ممبر بن گیا تو اس کو آپ نے چھوڑ دیا اس لئے وہ رونے لگا۔" آپ نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنا کرتا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ممبر کی تعمیر کے بعد کیا خدا کا ذکر بند ہو گیا تھا؟ اسی باب مین آپ سلام کی آواز کا ذکر کرتے ہین جس کو حضرت علیؓ سنتے ہین مگر دوسرے لوگ نہین سنتے۔ العجب۔

اس باب مین آپ نے درختون کو چلایا ہے۔ خوشہ خرما کو چلایا ہے۔ درختون سے آوازین پیدا کی ہین اور صحابیون کی لکڑی کے سرے سے بجلی کی روشنی پیدا کی ہے حیوانات نے آپ سے شکایتین کی ہین، اور نہ معلوم کیا کیا ہے۔ میرا سوال صرف اسقدر ہے کہ کیا آپ کا ایمان بھی ان امور پر ہے؟ آپ کے استاد نے "سیرۃ النعمان" مین ذکر کیا ہے کہ ایک شخص عبداللہ نام تھا وضاع لقب تھا، اس نے پانچہزار حدیثین گڑھ کر دنیا مین مشہور کر دین۔ اس کتاب کے اوراق سیاہ کرتے وقت، آپ کو ان امور کا خیال تک نہ آیا۔

اس کے بعد آپ استجابت دعا کا ذکر کرتے ہین۔ کون نہین جانتا کہ انبیا کی دعائین قبول ہوتی ہین؟ اور ضرور ہوتی ہین۔ اشیا مین اضافہ، پانی جاری ہونا کے ابواب مین بھی آپ نے وہی امور درج کئے ہین جو مبتذل مولود خوان اپنے سامعین کو خوش کرنے کے لئے فرمایا کرتے ہین، کم سے کم آپ کو ان امور سے بچنا ضروری تھا۔

صفحہ ۹۵ سے آپ نے ایک نیا باب "اطلاع غیب" کا قائم کر کے مندرجہ ذیل آیت

تحریر کی ہے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن) مگر اس کے معنی آپنے یون درج کرڈئے ہین کہ "علم غیب خدا کے سوا کسی اور کو نہین" کیا یہ دیانت داری کی بات ہے؟ اس کے معنی تو یہ ہین کہ "غیب کسی پر ظاہر نہین ہوتا سوا رسول کے" یعنی صرف رسولون پر غیب کا اظہار ہوتا ہے۔ اب جس پر غیب کا اظہار ہوگا وہ رسول بن جائے گا لیکن چونکہ یہ بحث ہم کو دوسری طرف لیجائیگی اس لئے ہم اس کو ترک کرتے ہین۔

صفحہ ۴۶۳ پر آپ فرماتے ہین "آج تمہارے بھائی نجاشی نے وفات پائی اور اس کے نماز جنازہ غائبانہ ادا کی" کیا آپ اسپر عامل ہین؟ اور کیا احناف اسپر عامل ہین۔ صفحہ ۴۷۰ پر آپنے روح کے بارے مین آیت سورہ بنی اسرائیل سے درج تو کر دی ہے مگر اس مین آپنے کوئی خاص بات نہ لکھی، وہی معنی کئے جسپر ہر شخص کا اعتراض پڑتا ہے۔ ہم روح کے معنی بحوالہ کلام مجید کلام الٰہی لیتے ہین۔ مگر یہ بھی طویل بحث ہے اس لئے ترک کرتا ہون۔ صرف اپنے بیان کی تائید مین چند آیات درج کرتا ہون:۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ اور انجیل سے بھی یہی ثابت ہے کہ روح سے کلام الٰہی مراد ہے۔ یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۱۳۔ روح حق کا لفظ آیا ہے اور انھین معنون مین ہے۔ صفحہ ۴۷۲ سے آپنے اخبار غیب پر ایک باب باندھا ہے جس مین آپنے "نبی" یا "نابی" کے معنی مخبر یا پیشین گو کے بیان فرمائے ہین۔ جناب من اگر یہی تو ہم بھی عرض کیا کرتے ہین پھر آپ خفا کیون ہوتے ہین؟۔

ہم جو چپ ہون تو ستمگر کہلائین
آپ خاموش ہون تو تغافل ٹھہرے

یہ کہان کا انصاف ہے ؟ -

اس باب بھر مین آپ نے بہت سے امور غیبیہ درج فرما دئے ہین مگر ساتھ ہی ایک بات ہمارے مطلب کی فرما گئے ہین صفحہ ۹۰ پر یہ درج ہے کہ " حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا اس سے سو بعد آج کے لوگون مین سے کوئی بھی روے زمین پر باقی نہ رہے گا " یعنی زندہ نہ رہے گا - مگر آپ کے مسیح زندہ ہین -

مدعیان کاذب کے بیان مین نام تو نہین لکھا ہے مگر یہ الفاظ - "جن مین سے دو ہندوستان اور ایران مین بھی گزرے ہین وہ تمھاری نگاہون کے سامنے ہین " صاف اشارہ ہے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور مرزا علی محمد باب پر - ان کے جھوٹے اور سچے ہونے پر مجھکو اسوقت بحث منظور نہین ورنہ مین اپنے مقصد سے دور ہو جاؤنگا - لیکن آپنے دونون کو ایک کر دیا - یہ آپ کا کمال ہے - مین ان دونون کے بارے مین ایک غیر احمدی (مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی) کے الفاظ درج کئے بغیر نہین رہ سکتا - وہ دلگداز جلد ۲۶ نمبر ۵ بابت ماہ جون ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۴۳ و ۴۴ پر حسب ذیل عبارت تحریر کرتے ہین :-

" آجکل احمدیون اور بہائیون مین مقابلہ و مناظرہ ہو رہا ہے اور باہم دوقدم کا سلسلہ جاری ہے " ان دونون سلکون مین ظاہری اختلاف تو یہ ہے کہ احمدی فرقے والے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مسیح اور مہدی موعود ہونے کے مدعی ہین اور بہائی مرزا علی محمد باب کو مہدی بتلاتے ہین جن کے ظہور کا وعدہ کیا گیا - مگر دونون مین اصلی فرق یہ ہے کہ احمدی سلک شریعت محمدیہ صلعم کو اسی قوت اور شان سے قائم رکھکے کل مزہبی تبلیغ

واشاعت کرتا ہے اور بہائی مذہب شریعت عرب کو ایک منسوخ شدہ غیر واجب الاتباع دین بتاتا ہو۔ کہنے کے لئے تھوڑا سا ظاہری اختلاف ہے لیکن حقیقت مین دیکھئے تو بہائی یا بابی مذہب مین اسلام کے مقابل ایک نیا دین ہو جس نے احکام شرع اور عقائد اسلام کے رد و بدل ہی تک کفایت نہین کی بلکہ نبوت محمدی کو بالکل بیکار کر دیا۔ یہ مذہب در اصل اس قدیم مخالفت و عداوت کا ایک نیا مظہر ہے جو ایرانیون کو عربون کے ساتھ چلی آتی ہے جس مین در پردہ کوشش کی گئی کہ عرب کی فوقیت پر خط نسخ کھینچکے ایران کو دنیا کا مذہبی مرجع بنا دیا جائے۔ اس تحریک کی بنیاد مذہب شیعہ نے جس کا گہوارہ دراصل فارس ہے پہلے ہی سے ڈالنا شروع کر دی تھی چنانچہ نجف و کربلا کو حرمین شریفین پر اور آب فرات کو آب زمزم پر فضیلت دیدی گئی جیسا کہ مستند مجتہدین شیعہ کی تحریرون سے ظاہر ہے۔

اسکے مقابل احمدیت رسول آخر الزمان صلعم کی رسالت اور پیغمبر عرب کی شریعت کو اُس قدیم شان پر برقرار رکھکے آیات و احادیث کی تحقیق ایک نئے اصول سے کرتی ہو جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کو ایک نبی مجتہد فی المذہب (ایجاد تشریع ہے) یا پیغمبر پیرو شریعت المسبق ثابت کیا جائے“

خلاصہ یہ کہ بابیت اسلام کے مٹانے کو آئی ہے، اور احمدیت اسلام کو قوت دینے کے لئے اور یہی کی برکت ہے کہ باوجود اختلافات کے احمدی فرقہ والے اسلام کی جیسی سچی اور پر جوش خدمت ادا کرتے ہین، دوسرے مسلمان نہین کرتے۔“

مولانا ندوی نے ہمارے پیر کو (مین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور مین نے ان کو دیکھا ہے۔ مین نے انکی صحبت اُٹھائی ہے، ان کے پاس بیٹھ کر باتین سنی ہین اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے) کاذب مدعیان نبوت مین تو شامل کر دیا مگر کیا وہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، بہاء اللہ، علی محمد باب وغیرہم مین سے کسی کی ایسی مثال پیش کرین گے جنھون نے اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حمایت کی ہو؟ بلکہ یہ

لوگ تو اسلام کو مٹانے آئے تھے اور میرے مرزا نے تو احیائے دین اسلام کیا ہے۔

ہمارے مکرم نے ایک باب صفحہ ۵۰۹ سے لیکر صفحہ ۵۳۳ تک قائم کیا ہے جس کا عنوان یہ ہے "معجزات نبوی صلعم کے متعلق غیر مستند روایات"۔ جبکہ آپ خود غیر مستند تحریر فرماتے ہیں تو ان کو درج صحیفہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس لئے میں بھی کچھ نہیں تحریر کرتا۔

صفحہ ۵۳۴ سے آپنے بشارات کا پل باندھ دیا ہے۔ اور اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت تھے۔ لائیے زرا دیکھیں کہ آپ نے اس میں کیا تحقیق فرمایا ہے۔

آپ صفحہ ۵۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں "حضرت عیسیٰ ؑ نے آنحضرت صلعم کی جو بشارت دی ہے وہ اس سے بھی زیادہ صاف ہے۔ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (ترجمہ ندوی) عیسیٰ بن مریم ؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں خدا کا قاصد بنکر اور مجھسے پہلے جو توراۃ آئی ہے اسکی تصدیق کرتا ہوا اور اپنے بعد احمد نام ایک پیغمبر کی خوشخبری لیکر آیا ہوں۔" پھر آپ فرماتے ہیں کہ:- "انجیل یوحنا باب ۱۴ میں ایک آنے والے کی بشارت ان الفاظ میں ہے۔ اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمھیں دوسرا فارقلیط بخشے گا کہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے (۱۴-۱۶)۔"

پھر فرماتے ہیں کہ وہ فارقلیط جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمھیں سب چیزیں سکھائیگا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمھیں کہی ہیں

تمھیں یاد دلائے گا (۱۴: ۲۶)" اسی انجیل کے باب ۱۵- ۲۶ میں ہے "جب
وہ فارقلیط آئیگا جسے میں تمھارے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی سچائی کی روح جو باپ سے
نکلتی ہے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا" اسی انجیل کے باب ۱۶- ۷ میں ہے
"لیکن میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ تمھارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں
تو فارقلیط تمھارے پاس نہ آئے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمھارے پاس بھیجونگا
اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا
گناہ سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے میری اور بہت سی باتیں
ہیں کہ میں تمھیں کہوں پر تم اُنکی برداشت نہیں کرسکتے۔ لیکن جب وہ سچائی کی روح
آئیگی تو وہ تمھیں ساری سچائی کی بات بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن
جو کچھ وہ سنے گی سو ہی کہے گی اور تمھیں آئندہ کی خبر دے گی۔ وہ میری بزرگی کریگی
اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائیگی اور تمھیں دکھائے گی"

انجیل کے اس قدر اقتباس کے بعد ندوی صاحب فرماتے ہیں کہ انجیل
کی ان آیتوں میں حضرت عیسیٰ نے جس آنیوالے پیغمبر کی بشارت بار بار دی ہے
اس کو لفظ فارقلیط سے تعبیر کیا ہے، یہ لفظ عبرانی ہے یا سریانی ہے جس کے لفظی
معنی ٹھیک محمدؐ اور احمدؐ کے ہیں۔ یونانی کے قدیم تراجم میں اس کا
ترجمہ پیری کلیوطاس کیا گیا تھا جو بعینہ فارقلیط اور احمدؐ کا ہم معنی ہے۔ مگر یہ دیکھ کر
کہ اس سے اسلام کی تصدیق ہوتی ہے ذرا سے تغیر سے پیری کلیوطاس کے بجائے
"پیری کلی طاس" کر دیا ہے جس کا ترجمہ اب عام طور سے تسلی دہندہ کیا جاتا ہے
عیسائی اور مسلمان علماء کے درمیان اس لفظ کی تحقیق پر سیکڑوں برس سے مناظرہ قائم

اور مسلمان علماء نے خود قدیم عیسائی علماء کی تحریروں سے یہ ثابت کیا ہے یہ ثابت کیا ہے کہ صحیح لفظ "پیری کلیوطاس ہے"۔

اس کے بعد ندوی صاحب اپنی رائے دیتے ہیں "یہ بالکل صاف ہے کہ انھوں نے فارقلیط کا لفظ کہا ہوگا جو احمدؐ یا محمدؐ کا مرادف ہے"۔

آیئے ذرا دیکھیں کہ اس بیان میں کہاں تک صداقت ہے؟ ندوی صاحب نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جو ہو فارقلیط کا لفظ تھا اور اس کا ترجمہ محمدؐ یا احمدؐ ہے۔

ینابیع الاسلام ایک کتاب کا نام ہے جو فارسی زبان میں چرچ مشن سوسائٹی کے پادری مسمیٰ ڈبلو سینٹ کلیر ٹسڈال متعینہ حلقہ واقعہ ایران کی تصنیف ہے اس کا ترجمہ جناب سیموئیل کے پادری گورنر سر ولیم میور نے کیا ہے اور نام رکھا ہے "سورسز آف اسلام" اس آیت قرآنی کے بارے میں پادری صاحب حسب ذیل عبارت رقم فرماتے ہیں۔ ان کے اصلی الفاظ یہ ہیں :-

"واصل آن اشتباہے کہ در قرآن یافت می شود این است کہ اہل عرب معنی این لفظ (یعنی فارقلیط) را ندانستہ گمان بردند کہ ترجمۂ آن احمد می باشد اگرچہ ہر آئینہ معنی آن لفظ یونانی تسلی دہندہ است۔ آیا لفظ دیگر است در زبان یونانی کہ در سمع اجنبیان صدایش از صدائے پاراقلیطوس چندان تفاوتے ندارد یعنی قلیطوس کہ معنی آن لفظ نہایت نامدار و بسیار ستودہ می باشد، و می توان گفت کہ شخصے از اہل عرب کہ زبان یونانی بخوبی ندانست ازان سبب اشتباہ کردہ گمان برد کہ معنی پاراقلیطوس (یا فارقلیط) احمدؐ است"۔

کیوں مولانا! اس عبارت کے بعد بھی آپ یہی فرمائیں گے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فارقلیط

ہی کا لفظ کہا ہوگا جس کے معنی محمد اور احمد کے ہین۔ آپنے اس اعتراض کے مٹانے تک کی کوشش نہ کی۔ مولانا! آپ اس سورۂ صف کے پورے رکوع کو پھر غور سے مطالعہ کرین تو اچھا ہے، مین پہلے بھی اسپر کچھ عرض کرچکا ہون، اور اب مجھ کو فارقلیط کی نسبت اسپر کچھ عرض کرنا پڑا۔

اس آیت زیر بحث کو چھوڑ کر دیکھا جاوے تو جناب رسول کریم صلعم کو قرآن کریم بھر مین کہین بھی لفظ "احمد" سے مخاطب نہین کیا گیا۔ بلکہ ہر جگہ لفظ "محمد" سے مخاطب کیا گیا ہے۔ پس اس خاص آیت مین کوئی دوسرا شخص مراد ہے۔ اور اس کے وجوہ حسب ذیل ہین۔

کلمۂ شہادت جسپر اسلام کا دار و مدار ہے اس مین بھی "محمد رسول اللہ" کہا جاتا ہے۔ کبھی "احمد رسول اللہ" نہین کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر آپ کا نام احمد ہوتا تو کلمۂ شہادت کی کوئی روایت تو یہ بھی ہوتی کہ "اشہد ان احمد رسول اللہ"۔ پنجوقتہ اذان مین بھی بآہنگ بلند "محمد رسول اللہ" کہکر آپ کی رسالت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ کبھی "احمد رسول اللہ" نہین کہا جاتا۔ تکبیر مین بھی آنحضرت صلعم کا نام آتا ہے اور درود مین بھی آقا حضور صلعم کو "محمد" ہی نام سے کر یاد کیا جاتا ہے۔ اور اسی نام سے رسول پر خدا کی رحمتین بھیجی جاتی ہین۔ رسول کریم صلعم کے خطوط کی نقلین موجود ہین ان سب مین آپ نے اپنے دستخط کی جگہ "محمد" نام کی مہر لگائی ہے۔ ایک خط مین بھی احمد نام تحریر نہین فرمایا۔ پھر صحابۂ کرام کی گفتگو مین احادیث مین مذکور ہین، ایک دفعہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلعم کو "احمد" کہکر پکارا ہو۔ اور نہ ان کی آپس کی گفتگو ہی مین یہ نام آتا ہے۔ نہ تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ کا

نام احمدؐ رکھا گیا تھا۔ آپ کے مخالف جس قدر تھے جن میں آپ کے رشتہ دار اور چچا بھی شامل تھے سب آپ کو محمدؐ کے نام سے پکارتے تھے۔ یا شرارت اور پاجی پن سے مذمم کہکر پکارتے تھے وہ بھی محمدؐ کے وزن پر ہے غرضکہ جس قدر بھی غور کریں آپ کا نام قرآن کریم سے احادیث سے، کلمۂ اذان سے، تکبیر سے، درود سے، آنحضرت صلعم کے خطوط سے، معاہدات سے، تاریخ سے، صحابۂ کرامؓ کے اقوال سے محمدؐ ہی معلوم ہوتا ہے نہ کہ "احمدؐ" - پھر اس قدر کثیر دلائل ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ آپکا نام احمدؐ تھا۔ اگر احمدؐ بھی آپ کا نام ہوتا تو مذکورۂ بالا مقامات میں محمد صلعم کے نام کے ساتھ آپ کا نام احمدؐ بھی آتا۔ اور کچھ نہیں تو ایک ہی جگہ احمدؐ نام سے آپ کو پکارا جاتا یا کلمۂ شہادت میں بجائے اشہدان محمدا رسول اللہ کے احمد رسول اللہ بھی پڑھا جاتا ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے نہ یہ بات رسول کریم صلعم سے ثابت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپکا نام احمدؐ نہ تھا بلکہ احمدؐ نام کسی اور شخص کا تھا۔

اس آیت میں جس رسول احمدؐ نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت صلعم نہیں۔ ہاں اگر وہ تمام نشانات جو اس احمدؐ نام رسول کے ہیں آپ کے وقت میں پورے ہوتے تب ہم بے شک کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں احمدؐ نام سے مراد احمدیت کی صفت کا رسول ہے۔ کیونکہ سب نشانات جب آپ میں پورے ہو گئے تو پھر کسی اور پر اس کے چسپاں کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن یہ بات بھی نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ "اسمہ احمد" والی پیشین گوئی میں کوئی ایسا لفظ ہوا جس کی وجہ سے ہم کسی غیر پر اسے چسپاں ہی نہ کر سکتے۔ مثلاً یہ لکھا ہوتا کہ وہ خاتم النبیین ہوگا۔ اور چونکہ خاتم النبیین صرف رسول کریم صلعم ہی ہیں، اور ایک ہی شخص خاتم النبیین

ہو سکتا ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہین کہ گو بعض نشانات آپ کے وقت مین اپنے ظاہر
الفاظ مین پورے نہین ہوئے لیکن جب ایک ایسی صریح علامت موجود ہی
جو آپ کے سوا کسی اور مین پائی نہین جا سکتی تو ان اقوال کے کوئی اور معنی ہونگے۔
بہر حال یہ پیشین گوئی آپ ہی پر چسپان ہوتی ہے لیکن یہ بات بھی نہین
اس پیشین گوئی مین کوئی ایسا لفظ نہین جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ پیشین گوئی خاتم
النبیین سے متعلق ہے نہ کوئی ایسا لفظ ہے جس کی وجہ سے یہ پیشین گوئی لازمی
طور پر آنحضرت صلعم پر چسپان کرنا پڑے۔ سوم باوجود آپ کا نام احمد ہونے کے
آپ پر اس پیشین گوئی کے چسپان کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی کہ آپ نے خود فرمایا ہو
کہ اس آیت مین جس احمد کا ذکر ہے وہ مین ہی ہون۔ لیکن احادیث سے ایسا ثابت
نہین ہوتا۔ نہ صحیح نہ جھوٹی، نہ وضعی، نہ قوی نہ ضعیف، نہ مرفوع، نہ مرسل۔ کسی
حدیث مین یہ ذکر نہین کہ آنحضرت صلعم نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپان فرمایا
ہو اور اسکا مصداق اپنی ذات گرامی کو قرار دیا ہو پس جب یہ بات بھی نہین تو پھر
کیا وجہ ہے کہ خلاف مضمون آیت کے اس کو آنحضور صلعم پر چسپان کیا جائے۔
چوتھی مجبوری یہ بھی ہو سکتی تھی جس کی وجہ سے ہم یہ آیت رسول کریم صلعم پر چسپان
کرنے کے لئے مجبور تھے اور وہ یہ کہ انجیل مین صرف ایک نبی احمد کی خبر دی گئی ہوتی
اس صورت مین مشکل تھا کہ اگر اس پیشین گوئی کو ہم کسی اور شخص پر چسپان کر دیتے
تو رسول کریم صلعم مسیح کے موعود نہ رہتے۔ حالانکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ آپ حضرت
مسیح ناصری کے موعود ہین لیکن انجیل مین ہم دو نبیون کے آنے کی خبر پاتے ہین۔ ایک
وہ نبی جو تمام نبیون کا موعود ہے اور جس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا قرار دیا گیا ہے اور

دوسرے مسیح کی دوبارہ آمد" اور بتایا گیا ہے کہ پہلے "وہ نبی آئے گا۔ پھر مسیح دوبارہ آئے گا اور ان دونوں پیشین گوئیوں میں احمد کا نام ہی موجود نہیں۔ پس جبکہ "اسمہ احمد" والی آیت کو اگر مطابق مضمون اس آیت کے بجائے رسول کریم صلعم کے چسپاں کرنے کے آپ کے کسی خادم پر چسپاں کیا جائے تو قرآن کریم کی کسی اور آیت کی تکذیب نہیں ہوتی اور آنحضرت صلعم پھر بھی مسیح ناصری کے موعود رہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس آیت کے مضمون کو توڑ مروڑ کر آپ پر صرف اس لئے چسپاں کیا جائے کہ یہ ثابت ہو کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ کیا خداے تعالیٰ کا خوف دلوں سے اٹھ گیا ہے کہ اس کے کلام میں تحریف کیجاتی ہے اور صریح نص پر اس کے غلط معنی کرکے اس کے مفہوم کو بگاڑا جاتا ہے۔ جب تک حق نہ آیا تھا اسوقت تک لوگ معذور تھے لیکن اب جبکہ واقعات سے ثابت ہوگیا ہے کہ احمد سے مراد آنحضرت صلعم کا ایک خادم ہے تو پھر ہٹ دھرمی سے کام لینا مومن کا شیوہ نہیں۔

مولانا نے فارقلیط پر زور دیا کہ یہی لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکلا تھا گویا وہ آپ کے کان میں کہہ گئے تھے۔ یا کوئی نارلیڈر کا آپ کی خدمت میں پہونچگیا تھا اور پھر اسکا ترجمہ محمد اور احمد کیا ہے۔ موجودہ انجیل میں محمد نام تو ہے نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برنباس کی انجیل میں محمد رسول اللہ کا لفظ موجود ہے لیکن ہم اس کو اس بحث میں نہ لائیں گے کیونکہ عیسائی اس کو جعلی قرار دیتے ہیں۔

اس قدر تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ "اسمہ احمد" والی پیشین گوئی حضرت رسول کریم کے لئے نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فارقلیط کی پیشین گوئی کس کے لئے ہے۔ سو یہ حضرت رسول کریم صلعم کے لئے اور آپ ہی اس کے مصداق ہیں۔ مگر یہ ضروری

نہین ہے کہ اس لفظ کے معنی احمد کئے جاوین بلکہ ہمارے نزدیک ہر حالت مین یہ پیشگوئی جناب رسول کریم صلعم کے لئے ہے۔ جو لوگ فارقلیط کا ترجمہ احمد کرکے اس پیشین گوئی کا مصداق جناب رسول کریم صلعم کو بناتے ہین تو اپنا پہلو سخت کمزور کردیتے ہین کیونکہ "احمد" ترجمہ "پیری کلیوطاس" کا کیا جاتا ہے، حالانکہ موجودہ یونانی نسخون مین لفظ "پیری کلی طاس" کا ہے۔ پس جبکہ وہ لفظ جس سے احمد کے معنی نکالے جاتے ہین موجودہ انجیل مین ہے ہی نہین اور پہلے زمانے کے متعلق بحث ہے کہ ایسا تھا یا نہین تو ایسے لفظ پر استدلال کی بنیاد جبکہ اور شواہد اس کے ساتھ نہون نہایت کمزور بات ہے اور صرف اس قدر کہدینا کافی نہین کہ چونکہ انجیل مین تحریف ہوئی ہے اس لئے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سریانی یا عبرانی تھی، اس مین یہی لفظ ہوگا۔ تو جو چاہے انجیل کی ایک آیت لیکر کہہ سکتا ہے کہ یون نہین یون ہے اور اسکی وہ یہ دلیل دیدے کہ چونکہ انجیل مین تحریف ہوئی ہے اس لئے اب جو کچھ مین کہتا ہون وہ صحیح ہے۔ تحریف کا ہونا اور بات ہے اور کسی خاص جگہ تحریف ہونا اور بات ہے۔ جبتک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ کس جگہ تحریف ہوئی ہے اپنے پاس سے ایک نئی بات بناکر انجیل مین داخل نہین کرسکتے اور نہین کہہ سکتے کہ اصل مین کیا تھا؟ اور ایسا کرنے کی ہم کو ضرورت بھی نہین۔

فارق کے معنی بھگانے والا۔ اور لیط کے معنی شیطان یا جھوٹ کے ہین عبرانی مین، اور ان معنون کے رو سے آنحضرت صلعم بھی اس پیشین گوئی کے مصداق بنتے ہین، کیونکہ آپ ہی وہ شخص ہین جنھون نے روحانی ہتھیارون سے شیطان کو بھگا دیا اور جھوٹ کا قلع قمع کیا اور بلند آواز سے دنیا مین خدا کی طرف سے یہ منادی کی: "وقل

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ پس ہمین کیا ضرورت ہے کہ
ہم خواہ مخواہ ایک یونانی ترجمہ پر جو خود زیر بحث ہے اپنے دلیل کی بنا رکھین۔ موجودہ
ترجمہ یونانی مین جو لفظ پیرکلی طاس ہے اور جس کا ترجمہ مختلف تحقیق کرنیوالون نے
"تسلی دہندہ، معلم، مالک یا ایک رسول" کے ہین۔ اگر اس کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو
ہمارا کوئی ہرج نہین۔ کیونکہ حضرت مسیح ناصری کے بعد کون انسان دنیا کے لئے
تشفی دہندہ آیا؟ کس نے یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کا دعویٰ کیا ہے؟۔
یا کس کو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے بیعت لینے کا حکم دیا ہے؟ جو سنت کہ
اس سے پہلے کے انبیا مین معلوم نہین ہوتی اور بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہوتے ہین
پس وہ مالک بھی ہوا البتہ آگے چل کر اس کے غلام بھی مالک ہوگئے۔ پھر وہ کون شخص
ہے جو سر سے پیر تک پاک ہی پاک تھا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے کل جہان کے لئے
اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص ایک ہی تھا اور صرف اسی نے ایسا
ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ ہی کو یہ سب باتین حاصل
تھین اور قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ فیلط
کی ان شرائط کو پورا کرین کہ وہ ہمیشہ لوگون کے ساتھ رہیگا۔ اور وہ کون سا نبی ہے
جس پر ایمان لانا اور اس کے حکمون کو ماننا قیامت تک واجب رہیگا سوائے
ہمارے آقا حضرت رسول کریم صلعم کے؟۔

اس کے بعد مولانا صفحہ ۵۸۶ سے لیکر ۵۹۱ تک صرف احمدیون کے لئے
وقف کرتے ہین اور اگرچہ نام نہین لکھا ہے مگر ملاحی ضرور سنائی ہے۔ آپ صفحہ ۵۸۶
پر ختم کے معنی کرتے ہین اور صفحہ ۵۸۷ پر "خاتم النبیین" کی مشہور قراءت "خاتَم"

(یعنی کلمہ قرشت مین کسرہ ہے) بیان کرتے ہین مگر قسمتی سے ہندوستان مین جس قدر مطبوعہ قرآن کریم ملے ہین اس مین یہ قرأت نظر آئی، ہان بفتحہ تاے قرشت ضرور دیکھی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ "اس کو جزئی نبوت۔ لغوی نبوت۔ مجازی نبوت۔ نبوت ناقصہ کے الفاظ سے ادا کرنا لفظی گمراہی ہے جو معنوی گمراہی کی طرف مفضی ہے۔ اور اس سے "شرک فی النبوۃ" کی اسی طرح برائیان پیدا ہونگی اور ہو رہی ہین۔ اور ہو رہی ہین جس طرح حضرت عیسیٰ کو مجازی معنون مین "ابن اللہ" لکھکر حقیقی معنون مین عیسائی "شرک فی التوحید" مین مبتلا ہو گئے"۔

اس مین پہلی غلطی یہ ہے کہ ہم لوگ جزئی نبوت، لغوی نبوت، مجازی نبوت اور نبوت ناقصہ کا استعمال نہین کرتے ہین۔ کوئی عیسائی مجازی معنون مین حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ نہین کہتا۔ باقی آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب صحیح ہے۔

کسی نے لکھا ہے کہ بولسٹر ایک مچھلی ہوتی ہے جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور دم کی طرف سے تیرا کرتی ہے۔ دوسرے نے جواب صحیح یہ دیا کہ بولسٹر مچھلی نہین ہوتی نہ وہ سرخ ہوتی ہے اور نہ وہ دم کی طرف سے تیرتی ہے باقی سب درست ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میرے پیر) بعض اصطلاحات نبوت کی تشریح کے لئے ضرور مقرر فرمائی ہین۔ لیکن وہ اصطلاحات قرآن کریم یا احادیث شریف کے الفاظ نہین ہین۔ بلکہ لوگون کو اقسام نبوت سمجھانے کے لئے خود وضع فرمائی ہین۔ لہذا مین وہ اصطلاحات اور انکے معنی انھین کے الفاظ مین درج کئے دیتا ہون اور پھر ایک مختصر نوٹ نبوت

دے کر کتاب کو ختم کرتا ہون۔

مسیح موعودؑ کے اصطلاحات	اسکے معنی جو خود انھون نے کئے
(۱) حقیقی نبوت (انجام آتھم صفحہ ۲۷-۲۸ حاشیہ)	ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ و الافتراء و ترک القرآن و احکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص نبوت کا حقیقی طور پر دعویٰ اور آنحضرت صلعم کے دامن فیض سے اپنے تئین الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہوکر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا اور عبادات مین کوئی نیا طرز پیدا کریگا اور احکام مین کچھ تغیر کر دیگا۔ پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اور اسکے کافر ہونے مین کچھ شبہ نہین ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہین کہ قرآن کو مانتا ہے۔
(۲) مستقل نبوت (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)	بنی اسرائیل مین اگرچہ بہت نبی آئے مگر انکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ وہ نبوتین براہ راست خدا کی ایک موہبت تھی حضرت موسیٰ کی پیروی کا اسمین ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسوجہ سے میری طرح آپ کا یہ نام نہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیا مستقل نبی کہلائے اور براہ راست انکو منصب نبوت ملا

مسیح موعود کے اصطلاحات	اُسکے معنی جو انھون نے خود کئے
(۳) مستقل نبی (اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)	یہ الزام جو میرے سر لگایا جاتا ہے کہ گویا مین ایسی نبوت کا دعوی کرتا ہون جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہین رہتا اور جس کے یہ معنی ہین کہ مین مستقل طور پر اپنی تئین ایسا نبی سمجھتا ہون کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہین رکھتا۔
(۴) نبوت ظلی یا بروزی (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳ حاشیہ طبع اول)	یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہین پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتین اور پیشین گوئیان ہین جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسرون پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے منصب غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفے غیب سے یہ امت محروم نہین اور مصفے غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز

مسیح موعود کے اصطلاحات	اسکے معنی جو انھوں نے خود کئے
	اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔
(۵) حقیقۃ الوحی صفحہ ۲	ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔
(۶) امتی نبی تجلیات الٰہیہ صفحہ ۹ حاشیہ	جبتک اسکو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلعم کی پیروی سے پایا نہ براہ راست۔
(۷) نبوت تامہ توضیح مرام صفحہ ۹ طبع سوم	"الحدیث یدل علی ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت" مذکورہ حدیث بتا رہی ہے کہ نبوت تامہ جو وحی تشریعی والی ہوتی ہے بند ہو چکی ہے
(۸) جزئی نبوت	"وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل (محمدؐ) کی اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے گو اسکے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم وہ جزئی طور پر ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں"
توضیح مرام صفحہ ۱۷-۱۸	جزئی نبوت کی یہ تعریف توضیح مرام میں ہے اور یہ پرانی ہے اور اس وقت حضرت مسیح موعود کا

اس کے معنی جو انھوں نے خود کیے	مسیح موعود کے اصطلاحات
بھی خیال تھا کہ جس قسم کی نبوت مجھے حاصل ہے درحقیقت نبوت نہین اور سب محدث میرے شریک ہین اور اسی لئے آپنے محدث کو نبی قرار دیا ہے مگر بعد مین آپنے اس کو بدل دیا تھا سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپنے اپنی نبوت کو جُزئی اور ناقص نہین لکھا - اگر کوئی یہ مراد لے کہ جُزئی نبوت نبوت تو ہے مگر ساتھ شریعت جدیدہ نہین تو ہم اس کو قبول کر سکتے ہین ورنہ نہین -	

اس قدر تحریر سے مین نے یہ دکھا دیا کہ ہمارے یہان کون سے الفاظ بولے جاتے ہین - اور اب ناظرین خود اندازہ کرلین گے کہ یہ الفاظ معنوی گمراہی کی طرف کس قدر منقضی ہین اور اس سے شرک فی النبوہ کیونکر پیدا ہوتا ہے ؟ -

اب ہم ایک بات اور لکھ کر اس رسالے کو ختم کرتے ہین اور وہ بات یہ ہے کہ مولوی ندوی نے چند آیات سے استدلال کر کے ختم نبوت پر زور دیا ہے یعنی نبوت کی نعمت جو لوگون کو ملا کرتی تھی وہ اب بند ہوچکی - اس بحث پر معرکۃ الآراء کتب تحریر کیجا چکی ہین - غالباً مولوی ندوی اور انکے ہمخیال منکرین نبوت فی خیر الامۃ مجھکو اس زحمت سے بچا ئینگے کہ مین یہ ثابت کرون کہ جناب ختم المرسلین صلعم حضرت موسیٰؑ کے مثیل تھے اور آنحضرت صلعم کی امت حضرت موسیٰؑ کی امت کی مثیل -

اسکے بعد مین یہ عرض کرتا ہون کہ سورہ مائدہ مین یون لکھا ہے وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم

مَا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ " موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اللہ نے تجھ کو اپنی نعمتیں دین ان کو یاد کرو یعنی تم مین بہت سے نبی بنائے اور بادشاہ بنائے الخ " یعنی اللہ تعالیٰ اس مقام پر نبوت اور بادشاہت کو اپنی نعمت فرماتا ہے اور بنی اسرائیل کو وہ ضرور دی گئین ۔ مگر خیر الامۃ کو بادشاہ تو بڑے بڑے دئے گئے مگر نبوت جیسی نعمت نہ دی گئی ۔

مندرجہ ذیل آیت سے جو معنی منکر نبوت لگاتا ہے وہ بھی غلط ہے ۔ آیت یہ ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ یہان بھی اول تو نعمت کے وہی معنی ہین ۔ یہان پر اسے نسبت اس نے اپنی طرف کی ہے ۔ اور نعمتی کہا اور پہلی آیت مین نعمت اللہ کہدیا فرق کچھ بھی نہین ہے ۔ پس یہان بھی نعمت سے معنی نبوت اور بادشاہت ہے اور وہ بطفیل حضرت رسول کریم صلعم ملا کرتی ہے ۔ اتمام نعمت کے معنی یہ کہان سے ہو گئے کہ اب نعمت کسی اور کو نہ ملے ۔ چنانچہ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اب فرمائیے اتمام نعمت کے معنی آپ کو معلوم ہو گئے کہ نہین ؟ قرآن کریم کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی تفسیر آپ کرتا ہے ۔ اب رہ گئی اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ والی بات ۔ بے شک دین کامل ہو چکا اور لاریب شریعت مکمل ہو چکی لیکن مولانا ندوی آپکی شان مین کچھ اور بھی آیا ہے کہ قرآن حنجرے کے نیچے نہ اتریگا ۔ آخر زمانے کے مولوی بدترین مخلوق ہونگے ۔ ایسے لوگون کے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لئے نہ سہی تمام حجت کے لئے نبی کی سخت ضرورت تھی ۔ مین نے اتمام حجت کا لفظ صحیح طریقے پر استعمال کیا ہے ، کیونکہ سب راہ راست پر آنے سے رہے " خیارکم فی الجاھلیۃ

خیارکم فی الاسلام" ہر صدی مین سچ رہے گا۔

مولانا! یہ آیت "اکملت لکم دینکم" والی جہان ایک طرف ہماری برتری ثابت کرتی ہے دین کے کامل ہونے اور شریعت کے مکمل ہونے کی دلیل ہے، وہان "اتممت علیکم نعمتی" کے ماتحت غیر تشریعی منع شریعت محمدیہ انبیا کی خوشخبری دیتی ہے کیونکہ اتمام نعمت کے معنی ہی نبوت ملنے کے ہین۔ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کے محمد رسول اللہ صلعم ہی مخاطب نہین ہین کیونکہ وہ تو واحد ہین۔ یہان ہر ہر لفظ جمع کا صیغہ ہے یعنی امت مخاطب کی گئی ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا عرض کرون۔

دوسری ایمانار آیت یہ ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء مین جب مین لاہور مین طالب علم تھا اسوقت اس آیت پر اخبار "مشرق" مین لکھ چکا ہون اور اسپر کچھ مختصر اعرض کرتا ہون۔

منکر نبوت فی خیر الامۃ مولانا ندوی فرماتے ہین۔ "اور اسپر مہر لگائی جائے تاکہ وہ کھولی نہ جاسکے اور نہ اس کے اندر باہر سے کوئی چیز جاسکے۔ الغرض دونون حالتون مین آیت پاک کا حاصل معنی ایک ہی ہوگا کہ آپ کا وجود پیغمبرونکے سلسلہ کو بند کرنیوالا اور انپر مہر لگادینے والا ہے۔ پھر آئندہ کوئی نیا شخص اس جماعت مین داخل نہ ہوسکے"۔

اس آیت مین بھی آئندہ کسی نبی کے آنے کی ممانعت ثابت نہین ہوتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اجتہادی غلطی سے مسلمانون مین یہ خیال پیدا ہوگیا کہ آئندہ کوئی نبی نہوگا۔

مُہر کے لفظ سے ہمارے مولوی عقل کے پیچھے لٹھ لیکر پھرنے والے یہ ثابت کرتے ہین

کہ آئندہ نبیون کا آنا بند ہوگیا۔ حالانکہ مہر تصدیق کے لئے ہوتی ہے۔ پس اس کا
مطلب صاف ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم پہلے اور پچھلے نبیون کی تصدیق کرنے
والے ہین اور کچھ نہین۔ پہلے نبیون کی اس طرح کہ کتب سابقہ بسبب محرف و مبدل
ہوجانے کے اب اس قابل نہین کہ وہ ان نبیون کی تصدیق کرسکتی۔ کیونکہ وہ خود
محتاج تصدیق ہین۔ پس تمام انبیاے سابقین کی تصدیق اب محمد رسول اللہ صلعم
ہی کرسکتے ہین۔ اسی طرح قرآن مجید کو منسوخ کرنے والا اب کوئی نبی نہ آئیگا۔ کیونکہ
دین کامل ہوچکا۔ پس وہی نبی آسکتے ہین جو قرآن کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر
ثابت کرین تو انکی تصدیق بھی بغیر اتباع محمدی ثابت نہین ہوسکتی۔ حضرت مولانا
ابوالقاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تحذیر الناس" (جو میرے پاس
موجود ہے) اور مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محلی "دافع الوسواس فی
اثر ابن عباس رضؓ" کے صفحہ ۱۲ (غالباً مین اپنی یاد سے لکھ رہا ہون) مین بھی یہی فرماتے
ہین کہ خود زمانۂ رسالت مین کسی دوسرے نبی کا ہونا ختم رسالت کے منافی نہین
ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم اگلے اور پچھلے نبیون کے لئے
مہر تصدیق کا کام کرتے ہین۔

یہ آیت دراصل اجرائے نبوت فی خیر الامتہ کی دلیل ہے۔ اس آیت مین جہان
ابوت جسمانی کا انکار ہے وہان ابوت روحانی کا اقرار ہے۔ اور جب روحانی
باپ ہونا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہے تو ہمارا روحانی فرزند ہونا
بھی ثابت ہوگیا۔ اور یہ ضروری ہے کہ لڑکے باپ کے وارث بنین پس عہدۂ نبوت

بھی ہو سکتا ہے مگر وہ صاحب شریعت جدیدہ نہین ہو سکتا۔

سب سے بڑا تعجب تو یہ ہے کہ امت محمدیہ تمام امم سابقہ کی برائیون کی وارث ہو جائے، لیکن امم سابقہ کی خوبیون کی وارث نہو۔ العجب ثم العجب۔

ہم نے بڑی کوشش کی کہ ہم اپنے خیالات کو نہ لائین۔ مگر حضرت ندوی نے کوشش کی ہے کہ احمدی ان کے مقابلے پر کھڑے ہون جس کو انگریزی مین (Provocation) کہتے ہین وہ کھلم کھلا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالے کو بطفیل رسول اکرم صلعم ایمان والے مسلمانون کے لئے موجب ہدایت کرے۔

تمام شد